عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۲۴تا۳۰/ جمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵تا۳۱/ جولائی ۲۰۰۳ء | شمارہ: ۹

ذکر اللہ کی اہمیت

اُمتِ مسلمہ کا اِتحاد وقت کی اہم ضرورت

نزولِ مسیح اُمت کا متفقہ عقیدہ

دینی مدارس کی ہمہ جہت کارکردگی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.or

قادیانی نواز وکلاء کا حشر:

س:......کیا فرماتے ہیں علمأ دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک علاقہ میں قادیانیوں نے کلمہ طیبہ کے پوسٹر اپنی دکانوں پر لگا کر کلمہ طیبہ کی توہین کی' اس حرکت پر وہاں کے علمأ کرام اور غیرت مند مسلمانوں نے عدالت میں ان پر مقدمہ دائر کر دیا اور فاضل جج نے ان قادیانیوں کی ضمانت کو مسترد کرتے ہوئے انہیں جیل بھیج دیا۔ اب عرض یہ ہے کہ وہاں کے مسلمان وکلاء صاحبان ان قادیانیوں کی پیروی کر رہے ہیں اور چند پیسوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان وکلاء صاحبان میں ایک سید ہے۔ برائے کرم قرآن اور احادیث نبوی کی روشنی میں تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ان وکلاء صاحبان کا کیا حکم ہے؟

ج:...... قیامت کے دن ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیمپ ہوگا اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ یہ وکلاء جنہوں نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کی ہے' قیامت کے دن مرزا غلام احمد قادیانی کے کیمپ میں ہوں گے اور قادیانی ان کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے کر جائیں گے۔ واضح رہے کہ کسی عام مقدمے میں کسی قادیانی کی وکالت کرنا اور بات ہے لیکن شعائر اسلامی کے مسئلہ پر قادیانیوں کی وکالت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقدمہ لڑنے کے ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور دوسری طرف قادیانی جماعت ہے۔ جو شخص دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قادیانیوں کی حمایت اور وکالت کرتا ہے وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل نہیں ہوگا' خواہ وہ وکیل ہو یا کوئی سیاسی لیڈر یا حاکم وقت۔

مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کا حکم:

س:......ایک شخص مرزائیوں (جو بالاجماع کافر ہیں) کے پاس آتا جاتا ہے اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہے اور بعض مرزائیوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ ہمارا آدمی ہے یعنی مرزائی ہے' مگر جب خود اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں اور ختم نبوت اور حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرحمۃ اور فرضیت جہاد وغیرہ تمام اسلامی عقائد کا قائل ہوں اور مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو کافر' کذاب' دجال اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں تو کیا وجوہ بالا کی بنا پر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا؟ اگر از روئے شریعت وہ کافر نہیں ہے تو اس پر فتویٰ کفر لگانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ ان کے عقائد مذکورہ معلوم ہونے پر بھی تکفیر کرتا ہو اور کفار والا ان کے ساتھ سلوک کرتا ہو اور اس کی نشر و اشاعت کرتا ہو؟

ج:......ایسے شخص سے اس کے مسلمان رشتہ دار بائیکاٹ کریں' سلام وکلام ختم کریں' اس کو علیحدہ کردیں اور بیوی اس سے علیحدہ ہوجائے تاکہ یہ شخص اپنی حرکات سے باز آئے۔ اگر باز آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو کافر سمجھ کر کافروں جیسا معاملہ کیا جائے۔

قادیانیوں کی دعوت اور اسلامی غیرت:

س:......ایک ادارہ جس میں تقریباً پچیس افراد ملازم ہیں اور ان میں ایک قادیانی بھی شامل ہے اور اس قادیانی نے اپنے قادیانی ہونے کا برملا اظہار بھی کیا ہوا ہے' اب وہی قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں تمام اسٹاف کو دعوت دینا چاہتا ہے اور اسٹاف کے کئی ممبران اس کی دعوت میں شریک ہونے کو تیار ہیں جبکہ چند ایک ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے کو تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ جملہ قسم کے مرزائی مرتد' دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں اور اسلام کے غدار ہیں اس لئے ایسے مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی دعوت قبول کرنا درست نہیں۔ آپ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کردیں کہ کسی بھی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ تاکہ آئندہ کے لئے اسی کے مطابق لائحہ عمل تیار ہوسکے۔

ج:......مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور حرامزادے کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ:

"میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں۔" جو شخص آپ کو کتا' خنزیر' حرامزادہ اور کافر یہودی کہتا ہو اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ فتویٰ آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے۔

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد: ۲۲ شمارہ: ۹ ۲۴ تا ۳۰ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۵ تا ۳۱ جولائی ۲۰۰۳ء

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا سید تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر علیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور راؤ
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد، وسیم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ 4
ذکر اللہ کی اہمیت 5
(مولانا وسیم احمد خلیلی)
نزول مسیح علیہ السلام امت کا متفقہ عقیدہ 9
(حضرت مولانا مفتی محمد شفیع)
امت مسلمہ کا اتحاد وقت کی اہم ضرورت 11
(پروفیسر شفیق احمد خان ندوی)
دینی مدارس کی ہمہ جہت کارکردگی 15
(مولانا محمد فیاض خان سواتی)
حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کا مجاہدانہ کردار 20
(مولانا عبدالقدوس ہمدانی)
پرویزی علامہ پر ایک نظر 24
(مولانا محمد نذر حقانی)

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۶۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۱۵۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۱۰۰ ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۵ روپے، ششماہی: ... روپے، سالانہ: ... روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 الائیڈ بینک لمیٹڈ ... 2-827 ... پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اندلس میں پانچ سو سال بعد اذان کی گونج

اندلس (موجودہ اسپین) میں پانچ سو سال بعد اذان کی آواز دوبارہ گونج اٹھی۔ غرناطہ اسپین سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق اسپین میں مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ دور اقتدار کے پانچ سو سال قبل خاتمے اور ملک میں موجود تمام مسلمانوں کے قتل عام یا ان کی ملک سے جبری بے دخلی کے باوجود اسپین میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا اس وقت دوبارہ آغاز ہو گیا جب پانچ سو سال بعد غرناطہ میں موذن نے جمعرات ۱۰/ جولائی کو ایک نو تعمیر شدہ مسجد میں پہلی مرتبہ اذان دی۔ اس موقع پر نو تعمیر شدہ مسجد کی انتظامیہ کے ترجمان عبدالحق نے جو خود بھی نو مسلم ہیں' یہ کہا کہ یہ مسجد اسپین میں اسلام کی دوبارہ واپسی کی علامت ہے اور یہ مسجد یورپ میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا نقطہ آغاز ثابت ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ یہ مسجد یورپ میں اسلام کے بارے میں پائے جانے والے نازیبا تصورات کے خاتمے کا باعث ہوگی۔ اسپین کے دیگر شہر قرطبہ وغیرہ اسلامی تہذیب کے اہم مراکز رہے ہیں۔ اس نو تعمیر شدہ مسجد کے تحت عربی زبان کی تعلیم علاوہ مختلف علوم سکھانے کے لئے مختلف کورسز شروع کرنے کا پروگرام ہے جبکہ یورپی مسلمانوں کو سائنس میں اپنے طور پر ڈگری جاری کرنے کی پلاننگ بھی کی جا رہی ہے۔ یہ مسجد ان پانچ سو اسپینی مسلمانوں کے لئے روحانی مرکز کا کام دے گی جن کی اکثریت گزشتہ تیس سالوں کے دوران مسلمان ہوئی ہے۔ اس مسجد کی افتتاحی تقریب میں غرناطہ کے میئر نے بھی شرکت کی جن کا تعلق اسپین کی موجودہ حکمراں جماعت سے ہے۔

قادیانی' دنیا کے سامنے اسلام کی منفی تصویر پیش کر رہے ہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کی قیادت میں جماعت کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے کاروان ختم نبوت کے تحت پورے برطانیہ کا دورہ شروع کر دیا ہے جس کے دوران وہ مختلف شہروں میں عقیدۂ ختم نبوت کی ترویج اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں منعقد ہونے والے اجتماعات میں شرکت کریں گے۔ اس موقع پر ان علمائے کرام کی جانب سے جاری کئے گئے ایک بیان میں یہ زور دیا گیا کہ یورپ کے مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ علمائے کرام نوجوان نسل کو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات مہیا کریں۔ یورپ کے مسلمان دنیا میں قیام امن کے خواہاں ہیں۔ مغربی دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے تاکہ اسلام کے بارے میں پائے جانے والے منفی پروپیگنڈے کے اثرات کا خاتمہ کیا جا سکے۔ قادیانی دنیا کے سامنے اسلام کی منفی تصویر پیش کر رہے ہیں اور ان کے بے بنیاد پروپیگنڈے کا شکار ہو کر مغربی ممالک اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہو چکے ہیں۔ مغربی ممالک کو براہ راست عالم اسلام کے مقتدر علمائے کرام کے موقف سے آگاہی حاصل کرنی چاہئے اور اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ قادیانی پروپیگنڈے کے زیر اثر پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک کے بارے میں مغرب میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ان ممالک میں مذہبی عدم رواداری پائی جاتی ہے' حالانکہ اس کے برعکس غیر مسلم ممالک تو اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے وجود ہی کو برداشت کرنے کے روادار نہیں اور انہیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کے خواہاں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مسلمان اپنے ممالک میں دیگر اقوام اور مذاہب کے پیروکاروں کو اپنی مرضی سے جینے کا حق دیتے ہیں جو مذہبی رواداری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ قادیانی اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمان آج انہیں یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنے عقائد باطلہ کو ترک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مان لیں اور امت مسلمہ کا حصہ بن جائیں۔ انہوں نے یورپی ممالک پر زور دیا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اعتدال اور وسیع النظری کو اپنائیں اور انہیں کچلنے کی پالیسی ترک کر دیں۔

ذکر اللہ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ شانہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے' اس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ نماز جیسی عظیم الشان عبادت کی روح ذکر اللہ ہے' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار احادیث مبارکہ میں ذکر اللہ کی اہمیت اور اس کے فوائد کو بیان فرمایا ہے' چنانچہ ہم پیش نظر مضمون میں اولاً ذکر اللہ کی اہمیت سے متعلق چند آیات و احادیث اور ثانیاً اس کے فوائد پر مشتمل چند آیات و احادیث کو ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ ہم کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آیات کریمہ در اہمیت ذکر:

سورۂ عنکبوت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔"

یعنی بندے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں' نماز میں یا خارج نماز میں یہ بہت بڑی چیز ہے۔

سورۂ آل عمران میں حضرت زکریا علیہ السلام کو حکم ربی ہوا:

"اور اپنے رب کو بکثرت یاد کیجئے اور تسبیح کیجئے شام اور صبح۔"

امت محمدیہ کے عام افراد کے لئے ذکر اللہ کا حکم اور اس کے آداب بیان کرتے ہوئے سورۂ اعراف میں فرمایا:

"اور اے مخاطب! اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام اور اہل غفلت میں شامل مت ہونا۔"

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورۂ کہف میں فرمان باری نازل ہوا:

"اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے

مولانا وسیم احمد خلیلی

ساتھ (بیٹھنے میں) مقید رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے ہٹنے نہ پائیں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا یہ حال حد سے گزر گیا ہے۔"

ذرا غور کیجئے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جارہا ہے کہ اپنے امتیوں کے ساتھ بیٹھا کیجئے جو صبح وشام اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ذکر اللہ کتنی عظیم عبادت ہے اور وہ ذاکر کو کس مقام پر پہنچادیتا ہے۔ البتہ اخلاص شرط ہے۔

احادیث مبارکہ متعلقہ اہمیت ذکر:

ا:...... حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تھے کہ آیت: "واصبر نفسک الخ" نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی تلاش میں نکلے' تو ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے' بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔" (طبرانی)

۲:...... حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شریعت کے احکام تو بہت سے ہیں' آپ مجھے کوئی ایسی چیز بتادیجئے جس کو میں اپنا دستور العمل بنالوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ذکر

سے تیری زبان ہر وقت تر و تازہ رہے۔ (مشکوٰۃ عن الترمذی وابن ماجہ)

فائدہ: شریعت کے احکام بہت سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر حکم کی ادائیگی تو ضروری ہے ہی' لیکن ہر چیز میں کمال پیدا کرنا اور اس کو مستقل مشغلہ بنانا مشکل ہے' لہٰذا ان میں سے جو سب سے اہم چیز ہو وہ بتلا دیجئے تا کہ اس کو مضبوط پکڑ لوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے ذکر اللہ کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ انتہائی اہم عمل ہے۔

۳:...... حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو اور وہ تمہیں قتل کریں' اس سے بھی بڑھ کر؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ضرور بتادیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

یہ عام حالت کے اعتبار سے فرمایا' ورنہ وقتی ضرورت کے اعتبار سے صدقہ' جہاد وغیرہ امور بھی سب سے افضل ہو سکتے ہیں جیسا کہ بعض احادیث میں ان کی فضیلت بھی بیان فرمائی گئی ہے' بہرحال اللہ کا ذکر دائمی چیز ہے اور سب سے زیادہ اہم اور افضل ہے۔

ذکر اللہ کے دینی و دنیوی فوائد:

سورۂ بقرہ میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

"سو تم مجھ کو یاد رکھو (میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔"

یعنی جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر اتمام نعمت ہو چکا تو ہم بندوں پر لازم ہے کہ ہم زبان سے' دل سے ذکر سے' فکر سے اللہ کو یاد کریں اور اس کی اطاعت کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں یاد کریں گے یعنی نئی نئی رحمتیں اور عنایتیں ہم پر فرمائیں گے۔ یہ کتنا بڑا فائدہ ہے ذکر کا کہ اس کی بناء پر اللہ تعالیٰ موجودہ نعمتوں میں اضافہ فرماتے ہیں اور جدید نعمتوں سے مالا مال فرماتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں: میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع میں کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر (یعنی فرشتوں کے) مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔ (متفق علیہ)

سبحان اللہ! کتنی بڑی فضیلت ہے' اللہ کا پاک نام لینے کی کہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے والے کو اللہ کا ساتھ نصیب ہو جاتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کی ذات عالی جس کے ساتھ ہو اس کو پھر کس چیز کا غم ہوگا؟

"خدا دارم چہ غم دارم"

اور دوسرا فائدہ یہ بیان فرمایا کہ ذکر اللہ کی برکت سے انسان جیسی گناہگار اور کدورات بشریہ میں ملوث مخلوق کا تذکرہ فرشتوں جیسی معصوم و بے گناہ اور نورانی مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور بطور تفاخر کے فرماتے ہیں:

جو ان کو یاد کرتا ہے وہ اس کو یاد کرتے ہیں
شرف تو دیکھئے ذاکر کو وہ مذکور کرتے ہیں

سورۂ رعد میں ذکر اللہ کا ایک عظیم فائدہ ذکر کرتے ہوئے حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا:

"خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔"

یعنی جو مومن بندے اللہ کا ذکر کرتے ہیں ان کے دلوں میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کی لامحدود رحمت و مغفرت کا ذکر ان کے قلوب کو سکون و راحت عطا کرتا ہے' اور ذکر اللہ کا نور ان کے دلوں سے ہر طرح کی دنیوی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کر دیتا ہے۔ سورۂ احزاب میں مومن مردوں اور عورتوں کی چند صفات بیان کر کے ارشاد فرمایا:

"اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والوں کے گناہوں کو بھی اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا اجر و ثواب تیار رکھا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو' فرشتے اس جماعت کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت (خداوندی) ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ (طمانیت) ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں (تفاخر کے طور پر) فرماتے ہیں۔ (مسلم' ترمذی)

اس حدیث میں ذاکرین کی (جو اجتماعاً ذکر

کر رہے ہوں) فضیلت بیان فرمائی کہ اللہ کی نورانی مخلوق فرشتے ان کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں' اور رحمت خداوندی ان کے شامل حال ہوتی ہے' اور سکینت یعنی سکون ووقار' طمانیت اور مخصوص رحمت ان پر نازل ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا ملعون (اللہ کی رحمت سے دور) ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے' مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

معلوم ہوا کہ ذکر اللہ ان چیزوں میں سے ہے جو بندے کو اللہ کی رحمت کے قریب کرتا ہے اور جس بندے کو رحمت الٰہی سے دور فرصت مل جائے اس کا تو بیڑا پار ہے۔

ذکر اللہ کائنات کی روح:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی' جب تک زمین پر ایک بھی شخص اللہ' اللہ کہنے والا موجود ہے۔ (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کائنات کی روح ہے اور اس نظام عالم کی حیات ذکر اللہ سے ہے' جب ذکر موقوف ہو جائے گا اور زمین پر کوئی بھی ذی روح اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ذکر اللہ میں اتنی قوت ہے کہ وہ قیامت کو روک سکتا ہے جو کہ عالم کے لئے ایک عظیم اور ہولناک سانحہ ہوگا' تو کیا ذکر اللہ کی برکت سے انسان دنیوی (چھوٹی موٹی) پریشانیوں سے محفوظ نہیں رہے گا؟ یقیناً محفوظ رہے گا۔ ذکر اللہ کے اہتمام سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں فتنوں اور آزمائشوں سے حفاظت عطا فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ شانہ ہمیں ان سب باتوں کا یقین اور ان پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆

(بقیہ) امت کا متفقہ عقیدہ

گورنر ہے مگر کسی ضرورت سے دوسرے صوبے میں چلا گیا ہے' تو وہ اگرچہ صوبے میں گورنر کی حیثیت پر نہیں مگر اپنے عہدۂ گورنری سے معزول بھی نہیں' خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت صفت نبوت و رسالت سے الگ نہیں ہوں گے' اور جس طرح ان کی نبوت سے انکار پہلے کفر تھا' اس وقت بھی (ان کی نبوت کا انکار) کفر ہوگا' تو امت مسلمہ جو پہلے سے ان کی نبوت پر قرآنی ارشادات کی بنا پر ایمان لائے ہوئے ہے' اگر نزول کے وقت ان کو نہ پہچانے تو انکار میں مبتلا ہو جائے گی' اس لئے ان کی علامت و صفات کو بہت زیادہ واضح کرنے کی ضرورت تھی۔

تیسرے یہ کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تو دنیا کی آخری عمر میں پیش آئے گا' اگر ان کی علامت و حالات مبہم ہوتے تو بہت ممکن ہے کہ کوئی دوسرا آدمی دعویٰ کر بیٹھے کہ میں مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں' ان علامات کے ذریعہ اس کی تردید کی جا سکے گی' جیسا کہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ "میں مسیح موعود ہوں" اور علماء امت نے انہی علامات کی بنا پر اس کے قول کو رد کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس جگہ اور دوسرے مواقع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و صفات کا اتنی تفصیل کے ساتھ بیان ہونا خود ان کے قرب قیامت میں نازل ہونے اور دوبارہ دنیا میں تشریف لانے ہی کی خبر دے رہا ہے' احقر نے اس مضمون کو پوری وضاحت کے ساتھ اپنے رسالہ "مسیح موعود کی پہچان" میں بیان کر دیا ہے' اس کو دیکھ لیا جائے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی اہلیہ کے لئے دعائے صحت کی اپیل

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی اہلیہ محترمہ اور حضرت اقدس مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ محترمہ کے لئے قارئین سے دعائے صحت کی خصوصی اپیل کی جاتی ہے۔

(ادارہ)

ABDULLAH SATTAR DINA & SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR. MITHADER, KARACHI. PHONE: 7514973-7531133

Tasty
کنول
میٹھا پان مصالحہ
ٹیسٹی کا Taste سب کی پسند

نزول مسیح امت کا متفقہ عقیدہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ

دنیا میں صرف یہودیوں کا یہ کہنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول و مصلوب ہو کر دفن ہو گئے اور پھر زندہ نہیں ہوئے' اور ان کے اس خیال کی حقیقت قرآن کریم نے سورۂ نساء کی آیت میں واضح کر دی ہے' اور اس آیت میں بھی "و مکروا و مکر اللہ" میں اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کے کید اور تدبیر کو خود انہی کی طرف لوٹا دیا کہ جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے مکان کے اندر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی میں سے ایک شخص کی شکل و صورت تبدیل کر کے بالکل عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں ڈھال دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا' آیت کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:

"وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم۔"

ترجمہ: "نہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا' نہ سولی چڑھایا لیکن تدبیر حق نے ان کو شبہ میں ڈال دیا (کہ اپنے ہی آدمی کو قتل کر کے خوش ہو لئے)۔"

اس کی مزید تفصیل سورۂ نساء میں آئے گی۔

نصاریٰ کا یہ کہنا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مقتول و مصلوب تو ہو گئے مگر پھر دوبارہ زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے' مذکورہ آیت نے ان کے اس غلط خیال کی بھی تردید کر دی' اور بتلا دیا کہ جیسے یہودی اپنے ہی آدمی کو قتل کر کے خوشیاں منا رہے تھے' اس سے دھوکہ عیسائیوں کو بھی لگ گیا کہ قتل ہونے والے عیسیٰ علیہ السلام ہیں' اس لئے "شبہ لہم" کے مصداق یہودی کی طرح نصاریٰ بھی ہو گئے۔

ان دونوں گروہوں کے بالمقابل اسلام کا وہ عقیدہ ہے جو اس آیت (یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ) اور دوسری کئی آیتوں میں وضاحت سے بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دینے کے لئے آسمان پر زندہ اٹھا لیا' نہ ان کو قتل کیا جا سکا' نہ سولی پر چڑھایا جا سکا' وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہو کر یہودیوں پر فتح پائیں گے اور آخر میں طبعی موت سے وفات پائیں گے۔

اسی عقیدہ پر تمام امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے' حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر ص ۳۱۹ میں یہ اجماع نقل کیا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات اور حدیث کی متواتر روایات سے یہ عقیدہ اور اس پر اجماع امت سے ثابت ہے' یہاں اس کی پوری تفصیل کا موقع بھی نہیں اور ضرورت بھی نہیں' کیونکہ علمائے امت نے اس مسئلہ کو مستقل کتابوں اور رسالوں میں پورا پورا واضح فرما دیا ہے اور منکرین کے جوابات تفصیل سے دیئے ہیں' ان کا مطالعہ کافی ہے' مثلاً حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف بزبان عربی "عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام" حضرت مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ کی تصنیف بزبان اردو "حیات عیسیٰ علیہ السلام" مولانا سید محمد ادریس صاحب کی تصنیف "حیات مسیح علیہ السلام" اور بھی سینکڑوں چھوٹے بڑے رسائل اس مسئلہ پر مطبوع و مشتہر ہو چکے ہیں' احقر نے بامر استاذ محترم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سو سے زائد احادیث جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ اٹھایا جانا اور پھر قرب قیامت میں نازل ہونا بتواتر ثابت ہوتا ہے' ایک مستقل کتاب "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں جمع کر دیا ہے' جس کو حواشی و شرح کے ساتھ حلب شام کے ایک بزرگ علامہ عبدالفتاح ابو غدہ نے بیروت میں چھپوا کر

شائع کیا ہے۔

اور حافظ ابن کثیرؒ نے سورۂ زخرف کی آیت "وانه لعلم للساعة" کی تفسیر میں لکھا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اس معاملے میں متواتر ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل قیامت نازل ہونے کی خبر دی ہے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور زندہ رہنے' پھر قرب قیامت میں نازل ہونے کا عقیدہ قرآن کریم کی نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے' جن کو علمائے امت نے مستقل کتابوں اور رسالوں کی صورت میں شائع کر دیا ہے' جن میں سے بعض کے نام اوپر درج ہیں' مسئلہ کی مکمل تحقیق کے لئے تو انہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

یہاں صرف ایک بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس پر نظر کرنے سے ذرا بھی عقل و انصاف ہو تو اس مسئلہ میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی' وہ یہ ہے کہ سورۂ آل عمران کے گیارھویں رکوع میں حق تعالیٰ نے انبیاء سابقین کا ذکر فرمایا تو حضرت آدمؑ' نوحؑ' آل ابراہیمؑ' آل عمران سب کا ذکر ایک ہی آیت میں اجمالاً کرنے پر اکتفا فرمایا' اس کے بعد تقریباً تین رکوع اور بائیس آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خاندان کا ذکر بسط و تفصیل کے ساتھ کیا گیا کہ خود خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا' ان کا بھی ذکر اتنی تفصیل کے ساتھ نہیں آیا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کا ذکر' ان کی نذر کا بیان' والدہ کی پیدائش' ان کا نام' ان کی تربیت کا تفصیلی ذکر' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطن مادر میں آنا' پھر ولادت کا مفصل حال' ولادت کے بعد ماں نے کیا کھایا پیا اس کا ذکر' اپنے خاندان میں بچے کو لے کر آنا' ان کے طعن و تشنیع' اول ولادت میں ان کو بطور معجزہ گویائی عطا ہونا' پھر جوان ہونا اور قوم کو دعوت دینا' ان کی مخالفت' حواریین کی امداد' یہودیوں کا نرغہ' ان کو زندہ آسمان پر اٹھایا جانا وغیرہ' پھر احادیث متواترہ میں ان کی مزید صفات' شکل و صورت' ہیئت' لباس وغیرہ کی پوری تفصیلات' یہ ایسے حالات ہیں کہ پورے قرآن و حدیث میں کسی نبی و رسول کے حالات اس تفصیل سے بیان نہیں کئے گئے' یہ بات ہر انسان کو دعوت فکر دیتی ہے کہ ایسا کیوں اور کس حکمت سے ہوا؟

ذرا بھی غور کیا جائے تو بات صاف ہو جاتی ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی و رسول ہیں' کوئی دوسرا نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والا نہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں اس کا بڑا اہتمام فرمایا کہ قیامت تک جو مراحل امت کو پیش آنے والے ہیں' ان کے متعلق ہدایات دیدیں' اس لئے آپ نے ایک طرف تو اس کا اہتمام فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قابل اتباع کون لوگ ہوں گے' ان کا تذکرہ اصولی طور پر عام اوصاف کے ساتھ بھی بیان فرمایا' بہت سے حضرات کے نام متعین کر کے بھی امت کو ان کے اتباع کی تاکید فرمائی' اس کے بالمقابل ان گمراہ لوگوں کا بھی پتہ دیا' جن سے امت کے دین کو خطرہ تھا۔

بعد کے آنے والے لوگ گمراہوں میں سب سے بڑا شخص مسیح دجال تھا' جس کا فتنہ سخت گمراہ کن تھا' اس کے اتنے حالات و صفات بیان فرما دیئے کہ اس کے آنے کے وقت امت کو اس کے گمراہ ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے' اسی طرح بعد کے آنے والے مصلحین اور قابل اقتداء بزرگوں میں سے سب زیادہ بڑے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کو حق تعالیٰ نے نبوت و رسالت سے نوازا' اور فتنہ دجال میں امت مسلمہ کی امداد کے لئے ان کو آسمان میں زندہ رکھا اور قرب قیامت میں ان کو قتل دجال کے لئے مامور فرمایا' اس لئے ضرورت تھی کہ ان کے حالات و صفات بھی امت کو ایسے واشگاف بتلائے جائیں' جن کے بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت کسی انسان کو ان کے پہچاننے میں کوئی شک و شبہ نہ رہ جائے۔

اس میں بہت ہی حکم و مصالح ہیں' اول یہ کہ اگر امت ان کو ان کے پہچاننے ہی میں اشکال پیش آیا تو ان کے نزول کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا' امت مسلمہ ان کے ساتھ نہ لگے گی تو وہ امت کی امداد و نصرت کس طرح فرمائیں گے؟

دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ اس وقت فرائض نبوت و رسالت پر مامور ہو کر دنیا میں نہ آئیں گے' بلکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت و امامت کے لئے بحیثیت خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے' مگر ذاتی طور پر جو ان کو منصب نبوت و رسالت حاصل ہے اس سے معزول بھی نہ ہوں گے' بلکہ اس وقت ان کی مثال اس گورنر کی سی ہوگی' جو اپنے صوبے کا

باقی صفحہ 7 پر

امت مسلمہ کا اتحاد

پروفیسر شفیق احمد خان ندوی

اسلام کا لفظ ان ہی تین حروف: ''س' ل اور م'' (سلم) سے مشتق ہے' جس کا مطلب ہے: ''سلامتی'' اور اس بات کی طرف اشارہ کہ اسلام کو بطور دین قبول کرنے والا انسان (مسلم) سلامتی سے سرفراز ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی سلامتی و رحمت سے سرفراز دیکھنا چاہتا ہے۔ رب کائنات کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے' اس کے بندوں کے تئیں سلامتی کا خواہاں رہتا ہے اور ہر کس و ناکس کی خدمت میں السلام علیکم (آپ پر سلامتی و رحمت ہو) کا مژدۂ جانفزا پیش کرتا ہے۔ قرآن مجید میں وارد ہے:

''ادخلوا فی السلم
کافة.'' (البقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: ''سلم یعنی اسلام میں
پوری طرح داخل ہو جاؤ۔''

ایمان کا اصل مادہ بھی ''أ م ن'' (امن) ہے' جو مومن کے قلب و ضمیر میں داخل ہو کر بندگان خدا کو امن و امان اور امانت داری کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

فرمان رسالت ہے: ''الدین الأمانة.'' (دین داری اور امانت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں) اور ''لا دین لمن لا عهد له'' (وہ جو عہد و پیماں کا لحاظ نہ رکھے' اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں) کو ذہن میں رکھتے ہوئے' ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان اور اسلام کا تقاضا امانت داری اور امن و سلامتی ہی ہے۔

اسلامی اتحاد' در حقیقت انسانی اتحاد کا دوسرا نام ہے' کیونکہ اللہ تمام جہانوں کا خالق ہے' ساری کائنات اسی کا کنبہ ہے' جس سے محبت اس کے خالق و مالک سے محبت کے مترادف ہے' جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام مخلوق اللہ کی زیر پرورش خاندان کے افراد ہیں' ان میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہوگا جو اللہ کے اہل و عیال کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں' بلکہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ قرآن کریم نے صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ مسلمان اپنی عبادتوں میں کم از کم پانچ بار اسی قادر مطلق کی تعریف کرتا ہے ''جو تمام انسانوں اور سارے جہانوں کا پالنہار ہے'' کے الفاظ کو بار بار دہراتا ہے اور بنی نوع انسان کے سارے افراد کو ایک ہی ماں باپ آدم و حوا علیہما السلام کی اولاد تصور کرتے ہوئے' بھائی چارے' سلامتی و امن اور انسانی یکجہتی و اتحاد کی راہیں استوار کرتا ہے' خواجہ الطاف حسین حالی کے لفظوں میں:

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

قرآن کریم کی چوتھی سورۃ (سورۂ نساء) کی پہلی آیت میں صرف مسلمانوں ہی کو نہیں بلکہ تمام لوگوں کو مخاطب کرکے کہا گیا ہے:

''اے انسانو! تم سب ایک ہی
ماں باپ سے پیدا ہوئے ہو' رشتوں
ناتوں کو توڑنے سے بچو۔''

رنگ و نسل اور زبانوں کے اختلاف اور زمین و آسمان کی بناوٹ بھی خالق کائنات کا کرشمہ ہے' ان کی بنا پر انسانوں کے درمیان بھید بھاؤ اور تفریق و تمیز مناسب نہیں' سورۂ حجرات کی ۱۳ویں آیت میں تمام انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے صاف اعلان کر دیا گیا:

''قبیلوں' خاندانوں' اور قوموں
کا اختلاف محض باہمی تعارف کے لئے
ہے' اونچ نیچ کے فرق و تفاوت کے لئے

نہیں' اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ ہے جو اس سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے اور یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ (خطبہ حجۃ الوداع) میں حقوق و فرائض کا جو بین الاقوامی منشور جاری فرمایا' حقوق انسانی کے تحفظ کی علمبردار جماعتیں اس سے آگے آج تک سوچ نہ سکیں' اس خطبہ میں وحدت رب اور وحدت آدم کی بنیاد پر وحدت انسانیت کا تصور دیا گیا اور اولاد آدم کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت و احترام کو فرض قرار دیا گیا' سود خوری کو قابل نفرت قرار دیا گیا کہ وہ انسان کے استحصال کا دروازہ ہے' ماقبل اسلام سے جاری انتقامی چکروں کو ختم کیا گیا' زوجین کے حقوق کی باہمی ادائیگی اور ان کے تقدس و احترام کی تاکید کی گئی' حق کے علمبرداروں کے درمیان اخوت کا رشتہ لازم قرار دیا گیا' وطنی اور نسلی تفریقوں کو بے وقعت قرار دیا گیا اور عزت و عظمت کا معیار خدا پرستانہ اور متقیانہ کردار کو متعین کیا گیا اور کتاب الٰہی کو ہمیشہ کے لئے نظام الٰہی کا بنیادی ضابطہ قرار دیا گیا' یہ تھی بعثت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ازلی ابدی پیغام کی اسپرٹ جس کے سہارے اہل ایمان نے صدیوں دنیا بھر کی رہنمائی کی۔

اور آج ہم ہیں' انہیں کے وارث' جو خود اپنی رہنمائی سے قاصر' یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے دست نگر ہیں اور ہم ہی پر فرقہ پرستی' تعصب اور تشدد کا الزام ہے۔

تاہم مایوسی کفر ہے' فرمان رسالت ہے کہ اس امت کی اصلاح اسی تدبیر سے ہوگی جس تدبیر سے عہد رسالت میں محسن انسانیت علیہ السلام کے ذریعہ ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی طرف سے سرے چیلنجز تھے اور منافقین کی ریشہ دوانیاں تھیں' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر و صلوٰۃ اور عزم و ہمت کے سہارے کامیابی حاصل کی۔ انشاء اللہ ہم بھی انہی کے نقش قدم کی اتباع کر کے کامیاب ہوں گے' بشرطیکہ ہم متحد ہوں اور توحید و رسالت پر ایمان کامل رکھتے ہوں۔

میسر ہو اگر ایمان کامل
کہاں کی الجھنیں کیسے مسائل

ایسا ہے کیوں؟ اب سوال یہ ہے تو اس کا جواب میرے خیال میں صرف یہ ہے کہ ہم اندرونی مسلک و مشرب کے فروعی اختلافات میں الجھے رہنے کے باعث متحد نہیں اور اپنے قول و عمل سے دنیا کو حقیقی اسلام سے باخبر کرنے سے قاصر ہیں۔

قرآن کریم نے پہلے ہی ارشاد فرمایا ہے:

"وہ اپنی پھونکوں سے نور الٰہی کے چراغ کو گل کرنے کے درپے ہیں' تو سن لیں کہ اللہ ان کی پھونکوں سے چراغ حق کو بجھنے نہ دے گا۔"

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک زمانہ تم پر ایسا آئے گا کہ تم پر ہر طرف سے دنیا کی قومیں ٹوٹ پڑیں گی جیسے کسی پیالے پر کھانے والے ٹوٹ پڑیں' پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول! کیا ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تعداد میں تو تم اس وقت زیادہ ہو گے' لیکن سیلاب کے جھاگ کی طرح ہو گے' دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں "وہن" پیدا ہو جائے گا۔ پوچھا گیا "وہن" کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے بیزاری۔"

(مسند احمد' سنن ابوداؤد)

در حقیقت ہمارا اصل مرض دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہی ہے' جب کہ سب سے زیادہ یقینی حقیقت موت ہی ہے اور موت جب یقینی و برحق ہی ہے تو اس سے ڈرنا چہ معنی دارد' لہٰذا ہمیں ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ حیات جاودانی کی تلاش میں مومن کا مطلوب و مقصود' راہ حق میں مسلسل جدوجہد یا شہادت ہے۔

بقول جگر مراد آبادی:

یہ مصرع کاش نقش ہر در و دیوار ہو جائے
جسے جینا ہو مرنے کے لئے تیار ہو جائے

سورۂ انفال میں فرمان الٰہی ہے:

"مومنو! آپس کے اختلافات سے بچو ورنہ کامیاب نہ ہو سکو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔"

فکری اور مذہبی سطح پر امت مسلمہ کو عیسائیت' یہودیت' خرافات و بدعات' الحاد اور طرح طرح کے مظاہر شرک کے چیلنجز کا سامنا ہے' جن سے نبرد آزما ہونے کے لئے باہمی اتحاد

واتفاق کے ساتھ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ضروری ہوگا۔ قرآن حکیم نے فرمایا:

"یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کی اپنی ملت کے دم چھلے نہ ہوجاؤ، اور بالآخر ان کی خواہش یہ ہوگی کہ جس طرح وہ آزادی کا معاملہ کرتے ہیں، ہم بھی صلح کل اور سمجھوتے کی پالیسی اختیار کریں۔" (البقرہ:۱۲۰)

دیکھئے سورۂ قلم میں آیت نمبر۹ میں ہے:

"وہ تو چاہتے ہیں کہ آپ ذرا ڈھیلے ہوں تو یہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔"

یعنی وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے معبودوں کے بارے میں نرم رویہ اختیار کریں تو وہ بھی آپ کے بارے میں نرم رویہ اختیار کریں لیکن باطل کے ساتھ مداہنت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ باطل پرست اپنے باطل کو چھوڑنے سے ڈھیلے پڑ جائیں گے، اس لئے حق میں مداہنت حکمت تبلیغ اور کار نبوت کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔

آج معاشرے پر طرح طرح کے فتنے سانپ کی طرح پھن اٹھائے ہمارے سامنے کھڑے ہیں، ہوا کے دوش پر محض ایک انگلی کے پور کی زد پر انارکی، بے راہ روی، فحاشی، ہر جگہ غارتگری ایمان و آگہی ہے، مساوات مرد و زن کے نام پر غیر فطری معاملات کی ریل پیل ہے، ان سب کے خلاف پوری امت مسلمہ کو متحد ہوکر اپنے اپنے گھروں میں نظم ضبط قائم کرنا ہوگا، ذرائع ابلاغ اور انٹرنیٹ سے تعمیری، اصلاحی اور اخلاقی پروگرام منظم کرنے ہوں گے، مادیت کا سیل رواں، روحانی اخلاقی اقدار کی پامالی کا باعث ہے، مسلمان تعلیمی پسماندگی کے ساتھ ساتھ زراعتی اور صنعتی ترقیات کی دوڑ میں بہت پیچھے ہیں، ان محاذ پر اصلاحی اقدامات کی خاطر ایک متحدہ بیت المال اور مشترکہ تجارتی منڈی اور بلاسود بینک کا قیام از حد ضروری ہوگا، اسلامی ملکوں کی انجمن (منظمۃ المؤتمر الاسلامی) اور تعلیم و سائنس و ثقافت کی اسلامی انجمن (المنظمۃ الاسلامیۃ للتربیۃ والعلوم والثقافۃ) کو مضبوط و مستحکم کرنا ہوگا اور رابطہ عالم اسلامی کی سرگرمیوں میں حصہ لینا ہوگا، اور خانہ کعبہ کے امام کو ساری امت مسلمہ کے امام کا درجہ دلانا ہوگا، کیونکہ شریعت مطہرہ نے امت مسلمہ کو فکری، سماجی، سیاسی اور معاشی سطحوں پر باہمی اختلاف سے بچنے اور باہمی متحد رہنے اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے۔ آیات قرآنی ہیں:

"واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا." (آل عمران:۱۰۳)

ترجمہ: "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور متفرق نہ ہو۔"

"ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البينات." (آل عمران:۱۰۵)

ترجمہ: "اور ان کی مانند نہ ہوجاؤ جو واضح دلائل کے آجانے کے بعد بھی الگ الگ رہ کر اختلافات کے شکار ہوئے۔"

اللہ جل شانہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو اطاعت سے گریزاں ہوگا اور جماعت مسلمہ سے الگ ہوگا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔" (رواہ مسلم عن ابی ہریرہؓ)

قرآن میں ہے:

"انما المومنون اخوة."

ترجمہ: "اہل ایمان تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

اور بخاری شریف میں ہے کہ اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہوجاؤ۔

بخاری شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کے لئے کسی ایک عمارت کی طرح ہیں کہ جس کا ایک حصہ باقی دوسرے حصوں کو مربوط و مضبوط رکھتا ہے۔

دوسری جگہ آپ نے فرمایا: تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں کہ اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو تمام جسم بیداری اور بخار کی سی کیفیت سے دوچار ہو۔

مذکورہ گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ مسلک و مشرب اور اختلافات کے باوجود وحدت کلمہ طیبہ اور وحدت قبلہ کی بنیاد پر امت مسلمہ کا اتحاد وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال:

حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

☆☆..........☆☆

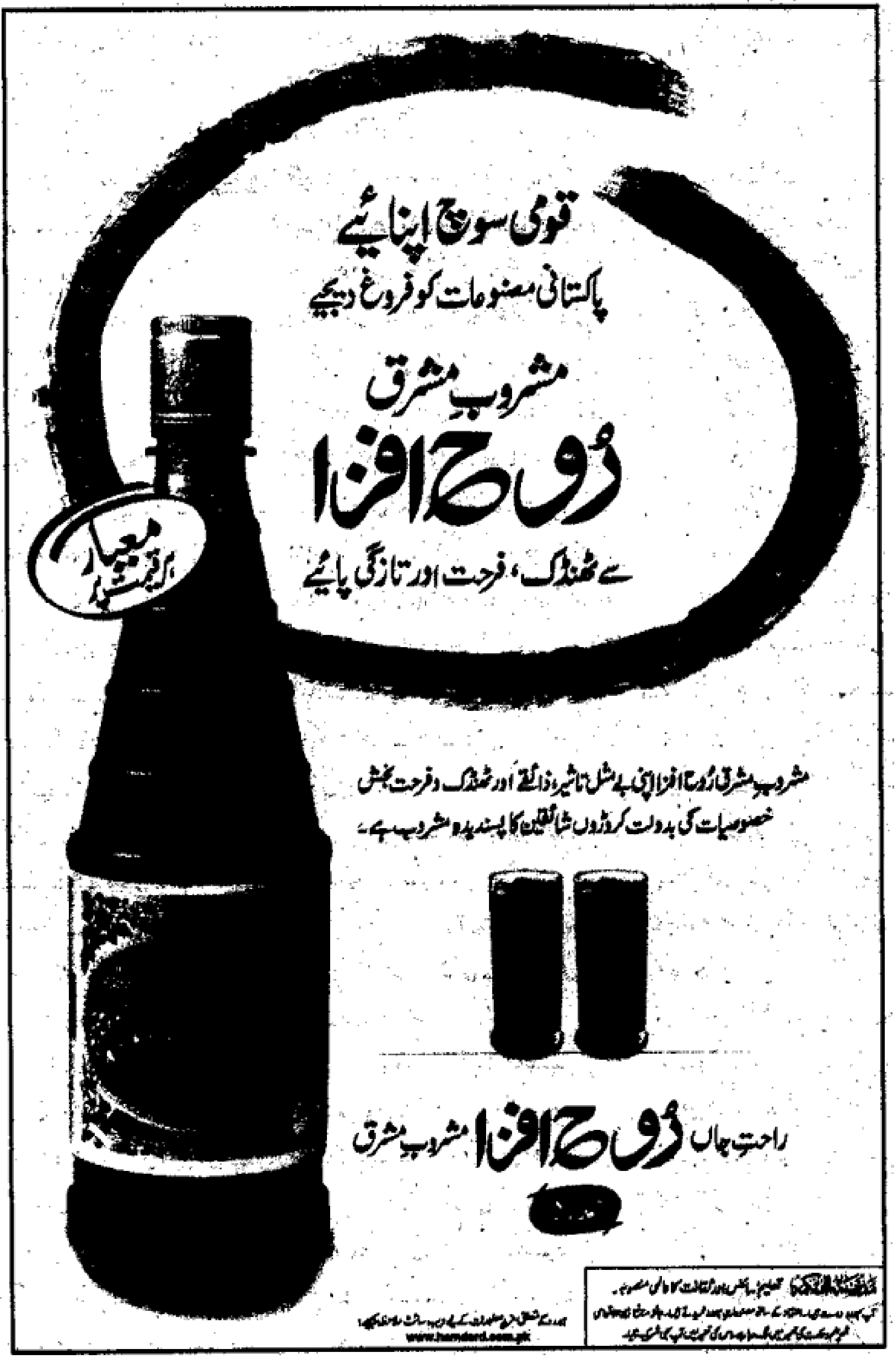
قومی سوچ اپنائیے
پاکستانی مصنوعات کو فروغ دیجیے
مشروبِ مشرق
رُوح افزا
سے ٹھنڈک، فرحت اور تازگی پائیے
معیار
مشروبِ مشرق رُوح افزا اپنی بے مثل تاثیر، ذائقے اور ٹھنڈک و فرحت بخش خصوصیات کی بدولت کروڑوں شائقین کا پسندیدہ مشروب ہے۔
راحتِ جاں رُوح افزا مشروبِ مشرق

دینی مدارس کی ہمہ جہت کارکردگی

مولانا محمد فیاض خان سواتی

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

مدارس دینیہ اور درسگاہیں اسلامی قلعے ہیں اور دین کی آخری پناہ گاہیں ہیں۔ آج کل یہ بات زبان زد عام ہے کہ دینی مدارس دہشت گردی کے اڈے ہیں۔ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ' ڈش انٹینا' ٹیلی ویژن' ریڈیو' اخبارات' رسائل اور جرائد تمام کے تمام ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہوئے دینی حلقوں کو بدنام کرنے کے لئے میدان عمل میں اتر چکے ہیں۔ دینی حلقوں سے متعلقہ افراد' علماء ہوں یا طلباء' تاجر ہوں یا صنعت کار' ڈاکٹر ہوں یا کسان' پروفیسر ہوں یا مزدور اور زمیندار غرضیکہ ہر ایک طبقہ کو کسی نہ کسی طور پر موردِ الزام ٹھہرا کر شکنجے میں جکڑنے کی بین الاقوامی سازشیں دن بدن تیز تر ہوتی جارہی ہیں' عوام الناس کے ہر طبقہ کو دینی مدارس' علماء اور دینی جماعتوں اور تنظیموں سے متنفر کرنے کی ہوشربا اور نت نئی چالیں منظر عام پر آرہی ہیں۔ کئی غیر ملکی ایجنسیاں' ہندو اور یہودی لابیاں اور عیسائی مشنریاں باہم متفق و متحد ہو کر اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سرگرم عمل ہیں' لیکن:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

پھر طاقتیں کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں جس سے اسلام' مسلمان' قرآن' علماء' دینی مدارس اور اسلام پسند جماعتوں کو بلاوجہ بدنام کرنے' ان کے کارہائے نمایاں پر پردہ ڈالنے اور ان کو نیست و نابود کرنے کا منصوبہ زیر گردش نہ ہو۔ ایسے پرآشوب اور دگرگوں حالات میں یہ بات بے حد ضروری ہوگئی ہے کہ دینی مدارس کی پوزیشن کو واضح کیا جائے اور ان کی دینی' علمی' سیاسی' تبلیغی' اصلاحی اور تعلیمی خدمات کو اجاگر کیا جائے اور ہر طبقہ پر لازم ہے کہ وہ اپنی اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق وہ تمام وسائل بروئے کار لائے جن سے اس قسم کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جائیں اور عوام الناس کے اذہان میں اس مکروہ پروپیگنڈہ سے پیدا شدہ اشکالات کا ازالہ ہوسکے۔ اگرچہ یہ امر بہت مشکل ہے لیکن حق پسندوں سے بعید بھی نہیں ہے؟ مصر کا مشہور شاعر کہتا ہے:

فانصر بھمتک العلوم واھلھا
ان العلوم قلیلۃ النصار

ترجمہ: "اپنی ہمت اور طاقت کے ساتھ علوم اور علم والوں کی مدد کرو' کیونکہ علم کے مددگار لوگ دنیا میں کم ہی ہوتے ہیں۔"

تو آیئے دینی مدارس کی ہمہ جہت کارکردگی اور کاوش کا مختصر سا جائزہ لے لیا جائے تاکہ پتہ چل جائے کہ ان کے تعلیم یافتہ حضرات دہشت گرد نہیں بلکہ قوم کے رہبر' معلم اور مصلح ہیں' اگر تاریخ اسلام پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرون اولیٰ سے لے کر آج تک جملہ مفسرین' محدثین' فقہاء' صرفی' نحوی' ادیب' مورخ' متکلم' فلاسفہ اور دیگر علوم و فنون کے ماہرین سب کے سب ان ہی دینی مدارس کے تعلیم یافتہ تھے۔ امام بخاریؒ' امام مسلمؒ' امام ابوحنیفہؒ' امام مالکؒ' امام غزالیؒ' امام رازیؒ' شیخ سعدیؒ' مولانا رومیؒ' شیخ عبدالقادر جیلانیؒ' امام شاہ ولی اللہؒ' کسی بھی بڑے سے بڑے مفکر' مفسر یا محدث کا نام لے لیجئے وہ آپ کو ان ہی مدارس دینیہ کا تربیت یافتہ اور خوشہ چیں نظر آئے گا۔ انہی ہستیوں نے اسلام' قرآن' حدیث' فقہ' دین اور شریعت کو اپنے علم و عمل' تقویٰ و دیانت اور جہد پیہم سے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی ان تھک کوششیں کی ہیں' جن کے نام لیواؤں کو آج دہشت گرد اور بنیاد پرست قرار دیا جارہا ہے۔ حقیقت میں یہ انگریز کی ۱۴۷ سالہ پرانی سازش ہے کہ اسلام کو دنیا سے ختم کردیا جائے اور اس کے لئے وہ ہر دور میں کوئی نہ کوئی چال چلتے رہتے ہیں۔ اسی تسلسل کو برقرار رکھتے

ہوئے کبھی تو "ایمنسٹی انٹرنیشنل" واویلا مچاتی ہے کہ دینی مدارس میں انسانی حقوق کو پامال کیا جاتا ہے' کبھی اقوام متحدہ میں مدارس اسلامیہ کی پامالی کے منصوبے زیر غور ہوتے ہیں' کبھی برطانوی اخبار "ڈیلی ٹیلی گراف" میں مدارس اسلامیہ کی پامالی کے منصوبے زیر غور ہوتے ہیں' کبھی "ڈیلی ٹیلی گراف" تجزیہ پیش کرتا ہے کہ دیوبندی جماعت دہشت گرد ہے اور اس کے مراکز دینی مدارس ہیں' کبھی "نیٹو" کا اتحاد پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ "ابھی اسلام باقی ہے" اس لئے امن کی بحالی ممکن نہیں' وائس آف امریکہ' وائس آف جرمنی اور آل انڈیا ریڈیو کی طرف سے تخریب کاری اور بنیاد پرستی کے الزامات تو آئے دن ہم سنتے ہی رہتے ہیں' لیکن حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہوتا' اگر سو میں سے ایک دو مدرسے غلط کار لوگوں کے ہوں بھی تو اس سے تمام مدارس کی افادیت واہمیت' ان کی خدمات اور قربانیوں پر تو حرف نہیں آنا چاہئے بلکہ حکومت پر لازم ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی چھان بین کر کے ان کو قرار واقعی سزا دے تاکہ تمام لوگوں کے لئے سامان عبرت ہو۔

مدارس اسلامیہ تو امن و آشتی کے گہوارے ہیں' یہاں اسلامی تہذیب و تمدن کا درس دیا جاتا ہے تو یہاں ان اسلام کے اذہان کو اسلامی خطوط پر استوار کیا جاتا ہے' ان کو معاشرے میں ایک اچھے شہری' پرامن انسان اور مفید بن کر رہنے کا سبق سکھلایا جاتا ہے' تو پھر ایسا کیوں ہے؟ اگر قیام پاکستان کے بعد اس کی چھپن سالہ تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ ان دینی مدارس کے تربیت یافتہ لوگوں نے ہی ملک کے اندر ترقی' خوشحالی' اسلامی اقدار کے تحفظ' قیام امن اور استحکام ملک کے لئے بے بہا قربانیاں دی ہیں۔ یقیناً اگر پاکستان میں یہ دینی مدارس نہ ہوتے تو یہاں کے مسلمان اب تک اپنی شناخت تک کھو چکے ہوتے' نہ ان میں اسلامی تہذیب و تمدن کی رمق باقی ہوتی اور نہ ہی اسلام سے والہانہ عقیدت ومحبت کا اظہار۔ اہلیان پاکستان کو تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان دینی مدارس نے اس گئے گزرے دور میں بھی باوجود نہایت بے سروسامانی اور بیرونی و اندرونی مخالفت کے قوم کی ایک نہایت ہی اہم دینی ضرورت کے بار گراں کو اپنے ناتواں کاندھوں پر اٹھا رکھا ہے اور ہر کڑے موقع پر قوم کی صحیح راستہ کی طرف رہنمائی سے سرمو انحراف نہیں کیا۔

گزشتہ چھپن سالہ دور کو ہی دیکھ لیجئے جس میں ہر تحریک کے ہراول دستہ کی قیادت انہی دینی مدارس کے بوریا نشینوں کے ہاتھوں میں رہی ہے جو تاریخ کا ایک اہم ترین حصہ ہے' ان لوگوں نے ہر باطل قوت سے ٹکرانے' جیل کی سلاخوں کے پیچھے قید و بند کی صعوبتیں اور مشقتیں اٹھانے' مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے' حتی کہ جان عزیز بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ یہ سب صرف اور صرف ملک میں اسلام کی سربلندی' اس کی حفاظت و اشاعت' اس کی تعلیم تبلیغ اور بقا کے لئے کیا گیا اور ان لوگوں نے اپنی قیمتی زندگیاں اس مشن کی خاطر داؤ پر لگا دیں' یہ کام کسی یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ (گریجویٹ) حضرات کا مرہون منت نہیں رہا' جنہیں آج کل کی اصطلاح میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور علماء کو ان پڑھ خیال کیا جاتا ہے اور ایک مخصوص انداز میں علماء کی پگڑیاں سربازار اچھالی جاتی ہیں۔ بقول شخصے:

بزم جہاں میں ذرا سنبھل کے رکھنا قدم
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ:

☆......۱۹۴۷ء میں مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ نے سب سے پہلے قیام پاکستان کے حق میں فتویٰ دے کر راستہ ہموار کیا۔

☆......۱۹۴۷ء کی تحریک قیام پاکستان کو دیکھ لیجئے' شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ آپ کو مغربی پاکستان کا جھنڈا لہراتے ہوئے نظر آئیں گے۔

☆......۱۹۴۷ء کی تحریک قیام پاکستان پر نظر دوڑائیے تو آپ کو مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مشرقی پاکستان کا علم بلند کرتے ہوئے ملیں گے۔

☆......۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا مشاہدہ کیجئے تو آپ کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہراول دستہ کی قیادت کرتے ہوئے دکھائی دیں گے۔

☆......۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا مطالعہ کیجئے تو استاذ العلماء حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ آپ کو میدان کارزار میں رہبری کرتے ہوئے ملیں گے۔

☆......۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ پر نظر دوڑائیے تو آپ کو مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا لوہا منواتے ہوئے پیش پیش نظر آئیں گے۔

☆......اہل حق کی سرپرستی کرتے ہوئے ولی کامل شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ آپ کو ہر میدان میں صف اول میں کھڑے نظر آئیں گے۔

☆......اسمبلیوں میں آپ کو مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی حق گوئی و بیباکی اور للکار کی گونج' شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ کی فراست وللہیت اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی

سیاسی بصیرت ہی نظر آئے گی۔

☆..... ۱۹۷۳ء کے قانون کی اسلامی دفعات علمائے دیوبند کی معاونت سے ہی منظر عام پر آ سکیں۔

☆..... شریعت بل کو ایوان میں انہی کی کوششوں سے پیش کیا جاسکا' ان کے علاوہ بے حد و بے شمار واقعات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں جن کا احصاء و شمار مشکل ہے' جو ان مدارس اسلامیہ کے تعلیم و تربیت یافتہ حضرات کے ہاتھوں انجام پائے۔ ان کی ہیبت سے انگریز کے بلند و بالا ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جاتا تھا' کیا یہ سب لوگ دہشت گرد تھے؟ اور اپنے شاگردوں اور متعلقین کو دہشت گردی کی تعلیم دیتے تھے؟ سوچنے کا مقام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان سرفروشان اسلام کی بے پناہ قربانیوں' جذبہ حریت اور بیباکی سے پورا یورپ اور غیر مسلم طاقتیں خائف اور لرزہ براندام ہیں' جس کے باعث ان کے کارہائے نمایاں پر پردہ ڈالنے' ان کے نام لیواؤں کو کچلنے اور ختم کرنے کا منصوبہ پوری دنیا پر بادشاہی کا خواب دیکھنے والی طاقتوں کے ایوانوں میں طے پا چکا ہے' جس پر عمل کرنے کے لئے وہ اپنے پرانے اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے' اس کا پہلا وار یہ ہوتا ہے کہ پوری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹ کر اور واویلا مچا کر لوگوں کے اذہان کی سطح کو ہموار کیا جائے' جس کے ذریعے اسے اپنے مطلوب اور منزل مقصود تک رسائی آسان تر ہو جائے' لیکن ایسا خواب شاید کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے' کیونکہ اگر ملک میں علماء سو کی کمی نہیں تو علمائے حق بھی اپنے آقائے نامدار خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن پر مر مٹنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں' علامہ اقبال مرحوم نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ان دوروں میں سب مٹ جائیں گے ہاں باقی وہ رہ جائے گا
جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکا اپنی ہٹ کا

ایسے بے ہودہ پروپیگنڈے کو خاطر میں نہ لانا چاہیے' اگرچہ اس کا خاطر خواہ اثر خالی الذہن حضرات پر پڑنا فطری امر ہے' نیز جو لوگ عملی طور پر دینی حلقوں کے ساتھ کسی بھی لحاظ سے وابستہ نہیں ہیں' وہ بھی بڑھ چڑھ کر یورپ کی ہمنوائی میں دینی مدارس اور علماء کو ہی کوستے نظر آتے ہیں' اگر وہ لوگ حقیقت حال پر غور کریں تو انہیں اس پروپیگنڈہ کا جال ہیچ معلوم ہو' تاہم اس تمام تر مخالفت کے باوجود علمائے حق کو ختم نہیں کیا جاسکتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

"تم میں سے ایک جماعت ایسی رہے گی جو قیامت کی صبح تک دین حق کو تھامے رکھے گی۔"

لہٰذا اس فرمان مبارک کی روشنی میں اگر کسی وقت کسی خطہ یا علاقہ میں دینی مدارس کو ختم بھی کر دیا جائے تو اس سے دینی ذہن یا مذہب اسلام تو ختم نہیں ہو جائے گا۔ دیکھیے اسپین میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کے خاتمہ کے ساتھ وہاں کی ہزاروں مساجد و مدارس زمین بوس کر دیے گئے' سمرقند و بخارا کے انقلابات میں چار ہزار سے زائد مدارس ملیا میٹ ہو گئے' لیکن اسلام اور دین کو ختم نہیں کیا جاسکا اور نہ ہی ایسا ہو سکے گا' بالفرض اگر پاکستان میں بھی اسی عمل کو دہرانے کے لئے اسلام کش طاقتوں سے حامی بھر لی گئی ہے' تو یاد رکھئے اسلام اور دین محض ان دینی مدارس کا محتاج تو نہیں ہے' اگر اللہ رب العزت کو منظور ہوا تو وہ اسے کسی نہ کسی ذریعے سے قائم رکھے گا' لیکن اسلام اور دین کے نام پر اقتدار حاصل کرنے والی تمام مسلم حکومتیں شاید اس حربہ شنیعہ سے اپنے اقتدار کو تو طول دے سکیں' لیکن قہر خداوندی سے دامن چھڑانا اور اخروی خسران اور ناکامی میں گرفتاری سے ہرگز نہیں بچ سکیں گی اور اس بات پر ضرور غور کریں:

حق ابھرتا ہی رہا قتل ہوا بن کے تکبیر
مٹ گیا آپ ہی حق کو مٹانے والا

ایسی ہی ذہنیت کا اظہار کرتے ہوئے گزشتہ دنوں ملک کی ایک مقتدر شخصیت نے بھی یہ بیان داغ دیا کہ علماء صرف مذہبی خدمات انجام دیں اور سیاست سے کنارہ کش ہو جائیں۔ افسوس کہ موصوف یہ بیان دینے سے قبل پاکستان کا تصور پیش کرنے والے علامہ اقبال مرحوم کا نظریہ بھی معلوم کر لیتے تو یہ ایسی تضاد کا شکار نہ ہوتے' علامہ اقبال مرحوم نے برملا کہا ہے:

"جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی"

دینی مدارس کے متعلق علامہ اقبال کا نظریہ:

علامہ اقبال حکیم احمد شجاع کے نام اپنے ایک خط میں دینی مدارس کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں:

"ان مکتبوں (مدرسوں) کو اسی حالت میں رہنے دو' غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہی مدارس میں پڑھنے دو' اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں' اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء اور باب الاخوتین کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی

تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا' ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعہ کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔" (ماہنامہ دارالعلوم دیو بند ماہ: نومبر/دسمبر ۹۳ء ص ۷۸)

کیا دینی مدارس کا نصاب تعلیم فرسودہ ہو چکا ہے؟

دینی مدارس کے نصاب تعلیم کے بارے میں بھی آئے دن اخبارات میں ایسے صحافیوں اور کالم نگاروں کے مضامین اور کالم نظر سے گزرتے ہیں' جنہیں دینی مدارس کے نصاب تعلیم کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں ہے' محض سنی سنائی باتوں اور پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر وہ "لکیر کے فقیر" بنے بیٹھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دینی مدارس کا وجود تمام غیر مسلم طاقتوں کی آنکھوں کی چبھن بن چکا ہے اور انہیں کمزور کرنے کے لئے وہ دیگر ذرائع کے علاوہ ایک کارگر تیر یہ بھی چلاتے ہیں کہ یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ دینی مدارس کا نصاب تعلیم فرسودہ ہو چکا ہے' یہ بارہ سو سال پرانا ہے' اب زمانے کے تقاضے بدل چکے ہیں وغیرہ وغیرہ' ایسے تیر بظاہر ہدف پر لگتے ہیں کہ سطحی قسم کے لوگ ان چکنے چپڑے بیانات سے متاثر ہو کر علماء کو "ان پڑھ" ہونے کی سند تھما دیتے ہیں' اگر اس کے پس منظر میں تھوڑا سا غور بھی کیا جائے تو تمام حقیقت حال کھل کر سامنے آ جاتی ہے اور ایسی بے ہودہ ذہن سازی کا پردہ چاک ہو جاتا ہے' اس "مبارک نصاب" کو بدنام کرنے کی مذموم جسارتیں کرکے نام نہاد صحافت کا لبادہ اوڑھ کر یہ لوگ شریعت محمدی کا مذاق اڑاتے ہیں' آیئے اس دیکھتے ہیں کہ دینی مدارس کا موجودہ نصاب فرسودہ ہے یا کارآمد؟

دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں تین بنیادی چیزیں ہیں:

۱:...... قرآن کریم۔

۲:...... احادیث مبارکہ' یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو قیامت کی صبح تک نہ تو کوئی بدل سکتا ہے اور نہ ہی ان کی افادیت اور اہمیت کا انکار کر سکتا ہے۔

۳:...... فقہ اسلامی جو کہ قرآن وسنت کی ہی شرح ہے۔

باقی جملہ علوم وفنون مثلاً صرف' نحو' منطق وفلسفہ' معانی وبیان' ادب وتاریخ وغیرہ ان تین مرکزی علوم کے سمجھنے سمجھانے کے لئے اجمالی ضروری بلکہ ممد ومعاون ہیں' ان تین بنیادی علوم کو سمجھنے سمجھانے کے لئے اصول تفسیر' اصول حدیث' اصول فقہ بھی مرکزی مضامین میں ہی شامل ہیں اور پھر درس نظامی کے اکثر کورس کا اسلوب بیان بھی قرآن کریم' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک اور جنت کی زبان عربی میں ہے' تو اس عربی کو جاننے کے لئے سب سے پہلے اس کے قواعد صرف ونحو کا جاننا ضروری ہے' لہٰذا اس کے لئے "صرف ونحو" ابتداءً پڑھایا جاتا ہے' اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جیسے انگلش کو سمجھنے' بولنے' لکھنے اور پڑھنے کے لئے اس کے صیغے (ٹینس) وغیرہ کی تعلیم بنیادی طور پر ضروری ہے کہ اس کے بغیر انگلش میں کمال حاصل ہی نہیں کیا جا سکتا' بعینہٖ عربی کو سمجھنے کے لئے بھی گرامر صرف ونحو کی تعلیم بھی بے حد ضروری ہے اور دیگر علوم بھی اپنی اپنی جگہ بھی فائدہ دیتے ہیں۔ افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ انگلش کو سمجھنے سمجھانے کے لئے گرامر کا حصول تو ضروری قرار دیا جائے' لیکن عربی زبان جو کہ دنیا کی سب سے فصیح وبلیغ اور مشکل زبان ہے' اس کے پڑھنے پڑھانے کے لئے گرامر اور علوم وفنون کا پڑھنا پڑھانا بے سود اور بے کار سمجھا جائے اور اسے محض فرسودہ نصاب قرار دے کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے' ایسی ذہنیت کے لوگ تو (العیاذ باللہ) یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم' احادیث مبارکہ اور فقہ اسلامی کو بھی چھوڑ دیا جائے' کیونکہ یہ بھی چودہ سو سال پرانے ہو چکے ہیں' اس لئے غور طلب امر یہ ہے کہ ایسے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر آیا دینی مدارس کے نصاب کو فرسودہ قرار دیا جائے گا؟ اور اس کی تعلیم وتعلم سے روگردانی اختیار کر لی جائے؟

اگرچہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ علماء کے لئے سائنس وٹیکنالوجی اور جدید شعبہ جات میں حصول کمال کے لئے آج تک کوئی منظم حکومتی منصوبہ بندی نہیں کی گئی' بلکہ حکومتوں نے انہیں "اپنی مدد آپ" کے تحت چھوڑ کر ان سے توقع سے زیادہ امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں' علماء کے لئے بھی اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد اگر جدید شعبہ جات انجینئرنگ' سائنس وٹیکنالوجی وغیرہ میں ترقی کے لئے کوئی منصوبہ ہوتا' پھر تو یہ اعتراض مناسب تھا کہ یہ لوگ ان چیزوں میں کمال نہیں رکھتے' بصورت دیگر یہ تو حکومتوں کی نااہلی ہی قرار دی جا سکتی ہے کہ انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی' جسے وہ اب خود ہی آشکارا کر رہے ہیں۔

اس قسم کا اعتراض اس لئے بھی کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ جب ہم معاشرہ پر نظر ڈالتے ہیں تو بڑی بڑی یونیورسٹیوں کے فاضل اور ڈگری یافتہ حضرات صرف اپنے اپنے شعبہ میں ہی ماہر نظر آتے ہیں' اپنے شعبہ کے علاوہ انہیں دوسرے شعبہ کی ابجد سے بھی واقفیت نہیں ہوتی' مثلاً ایک ڈاکٹر ہے تو وہ انجینئرنگ کے شعبہ سے بے خبر ہے' ایک طبیب ہے تو وہ تجارت کے

اصولوں سے لاعلم ہے‘ ایک ڈرائیور ہے تو وہ صحافت سے نابلد ہے‘ ایک اقتصادیات کا ماہر ہے تو وہ عدلیہ کے قوانین سے بے بہرہ ہے وغیرہ وغیرہ‘ تو پھر یہ اعتراض صرف ایک غریب مولوی پر ہی کیوں کیا جاتا ہے کہ وہ تمام شعبہ جات میں کمال حاصل کرے؟ اس نے بھی جس شعبہ میں محنت کی ہے اس میں اسے کمال حاصل ہے‘ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی تعلیم و تربیت میں دیگر تمام شعبہ جات مولوی ہی کے تو محتاج ہیں‘ اس کی رہنمائی کے بغیر وہ نہیں چل سکتے۔ ایسے اعتراضات محض عوام الناس کو علما اور دینی مدارس سے متنفر کرنے کے لئے گھڑے گئے ہیں‘ جن کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر ایسے اعتراضات کرنے والوں میں ہمت ہے تو لائیں وہ کسی ڈاکٹر یا انجینئر کو‘ کسی طبیب یا صحافی کو‘ کسی معاشیات کے ماہر یا کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے والے ماہر فرد کو کہ وہ مولوی کی جگہ پر کر سکے اور دینی مسائل واحکام میں لوگوں کی رہنمائی کر سکے؟ اگر ایسا ممکن نہیں تو پھر اس قسم کے اعتراضات محض یورپ زدہ ہونے کی علامت ہیں اور دینی طور پر اسلام‘ قرآن‘ احادیث اور فقہ اسلامی سے روگردانی اور ان کی افادیت واہمیت کم کرنے کا مذموم شاخسانہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان جملہ علوم و فنون کے بغیر ایک عالم متبحر اور جید عالم دین بن ہی نہیں سکتا‘ منطق وفلسفہ کو ہی لے لیجئے جس کی وجہ سے اس نصاب پر بڑا اعتراض ہے کہ یہ فرسودہ ہو چکا ہے۔ امام رازیؒ کی ”تفسیر کبیر“ جو کہ بتیس ضخیم جلدوں میں ہے نہایت ادق اور قرآن کریم کی مشکل ترین تفسیر ہے‘ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی جملہ کتب خصوصاً ”حجۃ اللہ البالغہ“ جس میں اسلام کا تمام نظام سمجھایا گیا ہے اور اسلاف کی وہ تمام کتب جن کا سمجھنا سمجھانا منطق وفلسفہ کے بغیر ممکن ہی نہیں‘ کیا ان بزرگوں نے یہ تصانیف اور محنتیں صرف اپنے ہی لئے کی تھیں یا بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے؟ اگر بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے کی ہیں تو پھر ان علوم وفنون کا پڑھنا پڑھانا بھی ضروری قرار پائے گا تاکہ ان بزرگوں کی کتب کو صحیح طور پر سمجھا جا سکے۔ اس قسم کا اعتراض کرنے والے کوئی ایک ایسا آدمی نہیں پیش کر سکتے‘ جس نے ان علوم وفنون کو حاصل نہ کیا ہو اور امام رازیؒ کی ”تفسیر کبیر“ کا ایک صفحہ یا امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کتاب ”حجۃ اللہ البالغہ“ کے ایک باب کا حل پیش کر سکے؟ اسی لئے تو عربی کا مشہور مقولہ ہے ”الکل فن رجال“ ہر فن کے لئے علیحدہ آدمی ہوتے ہیں‘ اگر ایک ہی آدمی تمام علوم حاصل کرلے تو اس سے اس کا ذاتی علم اور ترقی تو ممکن ہے‘ لیکن بحیثیت مجموعی وہ بیک وقت کئی فنون کو استعمال نہیں کر سکتا‘ اگر ڈاکٹر ہے تو وہ اپنا وقت مریضوں کو دیکھنے میں ہی صرف کر سکتا ہے‘ اگر اسے یہ بھی کہا جائے کہ تو اپنی ڈاکٹری کی ڈیوٹی کے ساتھ کسی اور شعبہ مثلاً انجینئرنگ کی ذمہ داری بھی اٹھا‘ تو اس کے لئے یہ ناممکن بلکہ محال ہوگا‘ تو کیا وجہ ہے کہ ایک عالم دین پر قوم کے حکام اور صحافی پوری قوم کے تمام شعبوں کا بار عظیم لادنے کے خواب دیکھ رہے ہیں‘ جو کہ ممکن نہیں۔

حقیقت میں یورپ وامریکہ اور ان کی تمام ہمنوا طاقتیں ایسے علماء پیدا کرنا چاہتی ہیں جو ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے ہوں اور کسی غلط بات پر تنقید نہ کر سکیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ نصاب تعلیم کو بھی اپنے زاویہ سوچ کے مطابق ڈھال لیں تاکہ نصاب میں کوئی کام کی چیز ہی نہ رہے اور محض سرسری طور پر کچھ فنون پڑھے پڑھائے جائیں تاکہ کسی کو علم میں رسوخ ہی حاصل نہ ہو اور وہ اس پوزیشن ہی میں نہ ہو کہ کسی غلط بات پر تنقید کر سکے۔ ان علوم وفنون کی موجودگی میں علم میں رسوخ اور پختگی حاصل ہو جاتی ہے اور انسان قرآن کریم‘ احادیث مبارکہ اور فقہ اسلامی کو کما حقہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور ان کے مقابلہ میں کسی اور کی بات کو خاطر میں نہیں لاتا اور یہ بھی چیز یورپ اور اس کی ہمنوا حکومتوں کو کھٹک رہی ہے جسے ختم کرنے کے لئے انہوں نے مکمل منصوبہ بندی کرلی ہے اور اس سلسلے میں وہ متعدد مرتبہ درس نظامی کا لولا لنگڑا نصاب بھی مرتب کر کے سادہ لوح علما اور عوام الناس کو سبز باغ دکھا کر پھانسنے کی کوششیں کر چکے ہیں‘ حالانکہ اس نصاب میں احادیث کی اہم ترین کتب اور دیگر کتب ضروریہ کو خارج از نصاب کر دیا گیا ہے اور ایسی کتب بجائے صرف دو دو چار چار صفحات کو برائے نام نصاب میں برقرار رکھا گیا ہے جس سے بظاہر نصاب تو مختصر ہو گیا ہے لیکن اس کے مضرات عوام الناس کے سامنے نہیں ہیں‘ اس مختصر اور ناکافی مراعات یافتہ نصاب سے متاثر ہو کر بعض لوگوں نے اسے قبول بھی کر لیا ہے اور ایسے لوگ ہر زمانہ میں مفاد پر حق کو ترجیح دیتے رہے ہیں‘ ان کے نزدیک حصول زر سے کوئی بھی چیز مقدم نہیں ہوتی۔ وہ اسلام‘ دین‘ شریعت اور تعلیم کا پاس نہیں کرتے۔ لہٰذا عوام الناس پر لازم ہے کہ وہ اصل حقائق تک رسائی حاصل کریں اور کسی قسم کے غلط پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام‘ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی اور دیگر علوم وفنون کے صحیح سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

دوسری قسط

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا مجاہدانہ کردار

مولانا عبدالقدوس محمدی

حضرت ہزارویؒ کی حق گوئی و بیباکی:

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے پہلو میں کسی شیر کا دل دھڑکتا تھا۔ وہ جرأت و بیباکی اور حق گوئی و بیباکی میں اپنی مثال آپ تھے۔

۱۹۳۶ء میں صوابی کے علاقے میں قادیانیوں کا اثر و رسوخ بڑھتا چلا جا رہا تھا' وہاں کے قصبے "زیدہ" کی یہ حال تھی کہ وہاں کسی کو مرزا غلام احمد کا نام بے ادبی سے لینے کی جرأت نہ تھی اور بے چارے عوام تو قادیانیت کے بارے میں سرے سے کچھ جانتے ہی نہ تھے' وہاں کے دردمند اور غیور مسلمان شیر خان نے حضرت ہزارویؒ کی توجہ اس طرف مبذول کروائی تو حضرت ہزارویؒ اپنے رفقاء مولانا عبدالقیوم پوپلزئی' مولانا لطف اللہ (جہانگیرہ) اور حکیم افضل حق کے ہمراہ زیدہ جا پہنچے' وہاں جلسہ منعقد ہوا' سب سے پہلے مولانا لطف اللہ صاحب نے خطاب شروع فرمایا' مخالفین بھی مجمع کے باہر قطار باندھ کر کھڑے تھے' ان کے ایک سرکردہ لیڈر محب خان کے بیٹے یوسف خان نے پستول نکال کر دھمکی دی کہ اگر مرزا غلام احمد کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نکالا تو گولی ماردوں گا' یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ہزارویؒ یکدم کھڑے ہوگئے۔ مولانا لطف اللہ صاحب کو بٹھا دیا اور خود اپنا گریبان کھول کر اور سینہ نکال کر کے کہنے لگے:

"تم میں غیرت ہے تو مارو...... مارو! میرے سینے میں گولی...... تمہارا گرو بزدل اور بے غیرت تھا' تم کیسے بہادر اور غیور ہو سکتے ہو؟"

چنانچہ مولانا ہزارویؒ اپنی عادت کے مطابق اور جوش ایمانی سے اپنے گرجے اور ایسے برسے کہ قادیانیوں کو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا پڑا اور قصبہ زیدہ کی کایا پلٹ گئی' مرزائیوں کے مردے تین تین دن تک بے کفن و بے دفن پڑے رہتے' مگر مسلمان ان کی تجہیز و تکفین میں شرکت و معاونت کو جرم سمجھتے تھے۔

(بیس مردان حق از علامہ عبدالرشید ارشد)

مولانا ہزارویؒ کے راستے میں روڑے اٹکانے کی کئی ناکام کوششیں کی گئیں' انہیں اپنے مشن سے دستبردار کرنے اور اپنے مقصد و موقف سے ہٹانے کے لئے ہر حربہ آزمایا گیا' ان کے خلاف جھوٹے مقدمے بنائے گئے' ان پر قاتلانہ حملے کروائے گئے' ان کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کئے گئے' ان پر طرح طرح کے الزامات عائد کئے گئے' مگر وہ درویش و خدا مست انسان تھے' جو لڑتے اور بڑھتے چلے گئے' وہ نہ دبے' نہ رکے' نہ جھکے' نہ بکے اور نہ ہی ڈرے۔ ڈرتے بھی کس سے؟ موت کو تو وہ وصل حبیب کا وسیلہ سمجھتے تھے اور شہادت کو شہد و شراب سے زیادہ عزیز و لذیذ سمجھتے تھے۔

قاری سلیمان صاحب کا بیان ہے کہ جنگ بالا میں ایک مرتبہ حضرت ہزارویؒ کی گاڑی پر جھگڑا اور ہنگامہ شروع ہوگیا' میں نے ڈرائیور سے کہا کہ جلدی جلدی یہاں سے گاڑی نکال کر لے جاؤ' حضرت ہزارویؒ نے بڑے اطمینان سے فرمایا: "زندگی اور جوانی تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن میں گزر گئی ہے' اب اسی راہ میں موت بھی آجائے تو اس سے بڑھ کر اور خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے؟" (تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ص ۸۰۵ جلد سوم)

یہی بیباکی اور بے خوفی تھی جو حضرت ہزارویؒ کو ظالموں اور ستم گروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمۂ حق کہنے کی جرأت عطا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ ہوا یوں کہ مولانا ہزارویؒ نے نوشہرہ ضلع پشاور میں مرزائیت کے خلاف تقریر کی تو ان پر مقدمہ بن گیا اور انہیں نوشہرہ کے ایک بدبخت جج کی عدالت میں پیش ہونا پڑا' اس بدفطرت گورے کی عادت یہ تھی کہ جب ملزم کو عدالت میں لایا جاتا تو وہ پہلے ہی آنکھیں نکال کر اور چیخ کر اسے دو چار گالیاں سنا دیتا' مطلب یہ ہوتا تھا کہ ملزم پہلے ہی اس گھن گرج سے مرعوب ہو جائے اور عدالت میں لب کشائی کی سکت ختم یا کمزور کر بیٹھے۔ مولانا ہزارویؒ جب اس کے سامنے پہنچے تو وہ مولانا کے مزاج سے واقف نہ تھا' اپنی عادت بد کے مطابق اس نے چلا

کر مولانا ہزارویؒ سے کہا: "تھم بہت بڑا شاطر' تھم اس جگہ فساد کرتا' ہم تھم کو سیدھا کرتا۔"

مولانا ہزارویؒ نے بڑے تحمل سے اس کو مخاطب کیا اور کہا کہ جناب یہ عدالت ہے اور عدالت کا احترام سب پر ضروری ہے۔ قانونی طریقہ یہ ہے کہ وکیل استغاثہ پیش کرتا ہے' ملزم اپنی صفائی بیان کرتا ہے' پھر جج دونوں طرف کی بات سن کر انصاف سے فیصلہ کرتا ہے۔ مگر یہاں تو آپ خود ہی اپنی عدالت کی توہین کر رہے ہیں۔

پھر مولانا ہزارویؒ نے ہو بہو اس کی نقل اتار کر اسی کی طرح منہ بگاڑ کر چیختے ہوئے کہا: "تھم بہت بڑا شاطر' تھم ہر جگہ فساد کرتا' ہم تھم کو سیدھا کرتا۔" اس پر کمرۂ عدالت زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ (ماہنامہ تبصرہ جلد تبصرہ رج:۲۲ش:۹ ص:۸)

۱۹۵۳ء کے معرکہ حق و باطل میں حضرت ہزارویؒ کا قائدانہ کردار:

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک عام کارکن کی حیثیت و انداز سے کام کا آغاز کیا تھا مگر اخلاص و للہیت اپنے مشن سے والہانہ لگن کی بدولت بہت جلد صف اول کی قیادت میں شامل ہو گئے۔ حضرت ہزارویؒ جان سوزی' نگاہ بلندی اور سخن دلنوازی کا زاد راہ لے کر تحفظ ختم نبوت کے عظیم سفر پر نکلے تو دیکھتے ہی دیکھتے ترقی و کمال اور عروج کے اوج ثریا پر جا پہنچے۔ (تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ص ۴۰ جلد اول از مولانا اللہ وسایا)

وہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے شانہ بشانہ مجلس احرار کے لیڈر کی حیثیت سے انگریز اور ان کے قادیانی گماشتوں سے نبرد آزما رہے۔ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی نے ۱۹۵۲ء کو قادیانیت کی فتح اور عروج کا سال قرار دیا تھا' مگر اس کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا تو امیر شریعت نے اسے للکار کر فرمایا: "بشیر الدین محمود قادیانی ۱۹۵۲ء تیرا تھا اور ۱۹۵۳ء ہمارا ہے۔" (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء)

حضرت امیر شریعت اور ان کے رفقاء نے تحریک کے لئے منظم تیاری پہلے سے شروع کر رکھی تھی۔ ۱۳/ جولائی ۱۹۵۲ء کو برکت علی محمڈن ہال موچی گیٹ لاہور میں تاریخ ساز آل پارٹیز ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ (دفاع ختم نبوت بقلم یعقوب اختر کارکن مجلس احرار اسلام مصنف محمد طاہر عبدالرزاق)

اس کنونشن کے روح رواں اور اس کے انعقاد کے لئے بہت زیادہ سرگرم حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ہی تھے' پاکستان کی تاریخ میں تمام مسالک و مکاتب فکر کا یہ پہلا اجلاس تھا جس کے دعوت نامے مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے دستخطوں سے جاری ہوئے تھے۔ (منیر انکوائری رپورٹ ص ۸۰)

یہ آل پارٹیز کنونشن بعد کی تمام تحریکوں کے لئے پیش خیمہ ثابت ہوا اور تحریک ختم نبوت کی ولولہ انگیز اور دانشمندانہ قیادت کی حکمت عملی اور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں' پروانوں' جاں نثاروں اور فدا کاروں کے جذبوں نے تحریک ختم نبوت کو ایک آتش فشاں بنا دیا۔ قریب تھا کہ وہ آتش فشاں قادیانیت کے خرمن کو جلا کر خاکستر کر دیتا کہ قادیانیوں نے اپنے آقا انگریز کی پشت پناہی میں وقت کے حکمرانوں سے ساز باز کر کے مجاہدین ختم نبوت پر ظلم و ستم اور جبر و تشدد کا سلسلہ شروع کروا دیا' ہزاروں مسلمانوں کو ہتھکڑیاں ڈال کر اور بیڑیوں میں جکڑ کر زندانوں میں ڈال دیا گیا۔ سڑکوں اور بازاروں میں کشتوں کے پشتے لگ گئے' صرف لاہور شہر میں تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے دس ہزار محبین نے اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت اور آپ کے تاج و تخت ختم نبوت پر کٹ مرنے کا اعزاز حاصل کیا' قادیانیوں اور وقت کے حکمرانوں نے ظلم و بربریت کا ایسا گھناؤنا کھیل کھیلا کہ ہلاکو خان اور چنگیز خان کی روحیں شرمسار ہو گئیں۔

تحریک ختم نبوت کے تمام سربرآوردہ رہنما' وقت کے تمام نامی گرامی علماء کرام اور کاروان ختم نبوت کے تمام قائدین کو گرفتار کر لیا گیا' ایسے وقت میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ وہ واحد لیڈر تھے جو حکومت کے ہاتھ نہ آ سکے تھے' حضرت ہزارویؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور تدبر و فراست کی بدولت تحریک ختم نبوت کی شریانوں میں تازہ اور گرم گرم لہو دوڑا دیا۔ وقت کے ظالم و جابر حکمران تحریک ختم نبوت کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اور ہر ہتھکنڈہ و حربہ آزما کر تھک گئے مگر تحریک بڑے منظم انداز سے چلتی رہی' انہوں نے تحریک کی کامیابی کے اسباب و پس منظر کا جائزہ لیا تو انہیں معلوم ہوا کہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کسی جگہ روپوش ہو کر مخفی مگر منظم انداز سے تحریک کی کمان سنبھالے ہوئے ہیں' چنانچہ فوجی حکام نے اعلان کر دیا کہ جو مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو گرفتار کرنے میں مدد دے گا اسے دس ہزار روپے (جو آج کے لاکھوں کے برابر تھے) انعام دیا جائے گا۔ اس پر بھی کامیابی نہ ہوئی تو مرکزی کابینہ میں فیصلہ ہوا کہ حضرت ہزارویؒ جہاں کہیں ملیں انہیں گولی سے اڑا دیا جائے۔

ایسے سنگین حالات میں جب وطن عزیز پر ظلم و بربریت کے گہرے بادل اور جبر و تشدد کے سیاہ گھنگھور اندھیرے چھائے ہوئے تھے حضرت

ہزارویؒ اپنے تدبر اور مثالی عزم و حوصلے سے اپنا کام جاری رکھے ہوئے تھے اخبارات پابندی سے مولانا تک پہنچ جاتے‘ وہ حالات کا تجزیہ فرما کر مختلف ہدایات جاری فرماتے۔ حضرت ہزارویؒ کے داماد محترم یوسف خان مولانا ہزارویؒ کی ہدایات‘ پیغامات اور خطوط کو ایک پرانے سے تھیلے میں ڈالتے اور سائیکل لے کر نکل جاتے‘ مختلف رکاوٹیں عبور کرتے ہوئے‘ فوجیوں کے ناکوں سے گزرتے ہوئے وہ ان خطوط و مراسلات کو متعلقہ لوگوں تک پہنچا آتے‘ مولانا کبھی حضرت سیٹھی کے ہاں تشریف لے جاتے‘ کبھی حضرت لاہوریؒ کے آستانے پر جا پہنچتے کافی عرصہ یہ آنکھ مچولی جاری رہی‘ مگر پھر حضرتؒ اس سے اکتا گئے کیوں کہ وہ تو اس گروہ کے سردار تھے جو منہ چھپا کر اور سر جھکا کے جینے کو جینا سمجھتے ہی نہ تھے‘ ان لوگوں کی مقتلوں سے یاری تھی‘ زندانوں کی سلاخیں ان سے پیار کرتی تھیں‘ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کو وہ اپنا زیور سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ہزارویؒ کے دل میں کبھی میدان کارزار میں کود پڑنے کا جذبہ سر اٹھاتا‘ کبھی لاہور کے مال روڈ پر ناموس رسالت کے لئے گریبان کھول کر سینے پر گولیاں کھانے کے لئے دل مچل جاتا اور کبھی اپنے اکابر و رفقاء سے دور یوں روپوشی کی زندگی بسر کرنے پر افسوس ہوتا‘ چنانچہ حضرت ہزارویؒ نے گرفتاری دینے کا فیصلہ کرلیا لیکن بعض حضرات آڑے آگئے اور انہوں نے حضرت ہزارویؒ کو اس ارادے سے باز رکھا‘ آپ کافی عرصہ لاہور یا اس کے مضافات میں روپوش رہے‘ حالات دن بدن خراب سے خراب تر ہوتے چلے جارہے تھے‘ سی آئی ڈی کے اہلکار اور پولیس والے کتوں کی طرح حضرت ہزارویؒ کے تعاقب و تلاش میں لگے ہوئے تھے‘ آپ کی گرفتاری کے لئے جگہ جگہ چھاپے مارے جارہے تھے ایسے میں حضرت کو کچھ پریشانی لاحق ہوگئی۔ پروفیسر مظفر اقبال قریشی کی روایت ہے کہ حضرت ہزارویؒ نے انہیں خود بتلایا: ”اس پریشانی کے عالم میں مجھے اونگھ سی آگئی نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما ہیں اور میری پیشانی پر اپنا دست اقدس رکھ کر ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”غلام غوث! فکر نہ کرو‘ تم نے جو کچھ کیا ہے محض ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کیا ہے‘ خداوند تعالیٰ تمہاری ضرور حفاظت فرمائے گا۔“ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی خوشی و سرور سے میرا دل باغ باغ تھا اور طمانیت میرے رگ و ریشے میں سرایت کر چکی تھی۔“ (ہفت روزہ ختم نبوت ج:۵ ش:۷ ا ازقلم پروفیسر مظفر اقبال قریشی)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ہزارویؒ کی قدم قدم پر حفاظت فرمائی‘ مشکل ترین اور کٹھن مرحلوں میں ہمت و استقامت عطا فرمائی‘ اور حکومت وسائل کی کثرت‘ ذرائع کی فراوانی اور تلاش بسیار کے باوجود مجھ تک نہ پہنچ سکی‘ کئی مرتبہ تو نوبت یہاں تک آئی کہ پولیس والے اور فوجی حضرت ہزارویؒ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے رہے مگر انہیں پہچان نہ سکے‘ لاہور سے نکلنا ان سنگین حالات میں سب سے بڑا مسئلہ تھا۔ حضرت ہزارویؒ کامیاب حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے بھیس بدل کر وہاں سے بخیر و عافیت نکل آئے اور مولانا خداداد مرحوم کے ہمراہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف حضرت مرشدؒ کے پاس جا پہنچے‘ قطب وقت‘ پیر طریقت‘ راہبر شریعت حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے آپ کا شاندار استقبال کیا‘ بڑی محبت سے پیش آئے انہوں نے پہلے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی‘ پھر نظریں جھکا کر آنکھیں بند کرلیں‘ کچھ دیر مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا: ”میں مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو اپنی تحویل میں لیتا ہوں‘ انشاء اللہ دشمن ان کا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گا۔“ (ملخص از ”میں مردان حق“ مصنف علامہ عبدالرشید ارشد)

”قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید“ کے مصداق حضرت مرشد کی یہ بات حرف بحرف سچ ثابت ہوئی‘ پولیس‘ فوج اور ایجنسیوں نے وطن عزیز کا چپہ چپہ اور گوشہ گوشہ چھان مارا‘ گھر گھر تلاشی لی‘ چھاپے مارے لیکن حضرت ہزارویؒ کو گرفتار کرنے میں ناکام رہے‘ حضرت مرشدؒ نے مولانا کو اپنے ایک مرید خاص کے پاس بھلوال بھیج دیا‘ آپ کچھ عرصہ وہاں رہے اور جب تحریک ختم ہوئی تو آپ دوبارہ خانقاہ سراجیہ تشریف لے گئے چونکہ انہیں گرفتار کرنے یا گولی مارنے پر انعام مقرر تھا اس لئے حضرت ثانیؒ کے مشورے سے یہ طے پایا کہ حضرت جمعہ کے اجتماع میں جاکر روپوشی ختم کرنے کا اعلان فرمائیں تاکہ ہر خاص و عام کو پتہ چل جائے کہ حضرت ابھی زندہ سلامت ہیں‘ اس حالت میں اگر گرفتاری ہوئی تو پولیس کو گولی مارنے کی جرأت نہ ہوگی‘ ادھر پولیس والوں نے مشہور کررکھا تھا کہ مولانا ہزارویؒ کا انتقال ہوگیا ہے‘ اس پر لوگ آپؒ کے لئے غائبانہ دعائیں‘ ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانیاں اور خیراتیں تقسیم کرچکے تھے۔ حضرت ہزارویؒ اپنے رفقاء کی معیت میں ایبٹ آباد پہنچ گئے۔ ایبٹ آباد کی معروف و مشہور الیاسی مسجد میں مولانا اسحاق وعظ فرمارہے تھے تو یکدم ان کی نظر مولانا ہزارویؒ پر پڑی تو برجستہ کہا: لوگو! تم نے یہ تو سن رکھا ہوگا کہ جنات ایک مخلوق ہوتی ہے مگر آج تک کسی جن کو دیکھا نہیں ہوگا‘

لو آج تمہیں ایک جن دکھاتا ہوں جو مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا روپ دھارے ہوئے ہے' اس لئے کہ ہماری اطلاع کے مطابق تو مولانا ہزارویؒ کا انتقال ہوچکا ہے' اس پر لوگوں نے پیچھے پلٹ کر مولانا کو دیکھا تو ایسی مسجد نعروں سے گونج اٹھی' ہزاروں کے اجتماع نے حضرت کا پرجوش استقبال کیا۔ آپؒ نے خطاب فرمایا' جمعہ کا خطبہ دیا' اس طرح پولیس و حکومت کی تمام سازشیں ناکام ہوگئیں' مولانا ہزارویؒ کی جان کے درپے دشمن نامراد ہوگئے اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے قادیانیت اور قادیانیت نواز لوگوں کا احتساب پھر سے نئے سرے کے ساتھ شروع کردیا۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص:۲۲۶ ،۲۲۷)

مجاہد ختم نبوت حکومتی ایوانوں میں:

جس دور میں درویش منش اور فقیرانہ مزاج علماء کرام کے اسمبلیوں میں پہنچنے اور عملی سیاست میں حصہ لینے کا تصور تک نہیں تھا' حضرت ہزارویؒ اس دور میں کارزار سیاست میں وارد ہوئے اور اپنے عہد کے بڑے بڑے جاگیرداروں کو شکست فاش دے کر بڑے بڑے برج الٹا کر ۱۹۶۲ء میں سرحد اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۷۰ء میں ختم نبوت اور حق و صداقت کے پھریرے لہراتے ہوئے ایم این اے بن کر قومی اسمبلی میں آپہنچے۔

یہ حضرت ہزارویؒ ہی کا کمال ہے کہ وہ اقتدار کی غلام گردشوں اور حکومتی ایوانوں کی بھول بھلیوں میں بھٹک جانے کے بجائے ہمیشہ جادۂ مستقیم پر رواں دواں رہے' دیگر ممبران اسمبلی کی طرح دولت کی ہوا' اس عہدے کی جاہ' نوٹوں کی کڑکڑاہٹ' بنگلوں کا لالچ' پلاٹوں کی حرص حضرت ہزارویؒ قریب بھی نہ پھٹکنے پائی۔ سیاسی حمام میں بھی انہوں نے اپنی شرافت و نجابت' تقویٰ و طہارت اور درویشی و فقیری کے لباس کو نہ اترنے دیا' انہوں نے کئی دریاؤں کو عبور کیا' لیکن اپنا دامن تر نہیں ہونے دیا۔ ان کا رہن سہن' ان کی وضع و قطع اور ان کے طرز بود و باش میں اسمبلی میں پہنچ کر بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی' بزرگ عالم دین مولانا عبدالقیوم ہزاروی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور مفتی عزیزالرحمن ہزاروی صاحب حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے' سردیوں کا موسم تھا' ان کی عارضی قیام گاہ پر صرف ایک بستر تھا' انہوں نے لحاف مجھے دے دیا اور تلائی مولانا عزیزالرحمن کو دے دی' ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ؟ فرمایا مجھے بستر کی ضرورت نہیں' میری رات یوں ہی گزر جائے گی' ہم نے بہت اصرار کیا' لیکن حضرت ہزارویؒ نے بستر لینے سے انکار کردیا۔

رات کے پچھلے پہر ہمیں کچھ آواز سنائی دی' اٹھ کے دیکھا تو حضرت ہزارویؒ کپڑے دھو رہے ہیں' اور بدن پر ایک چادر باندھ رکھی ہے' ہم نے ان سے کپڑے لے کر دھونے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانے اور فرمانے لگے کہ تم سو جاؤ' میں نے انہی کپڑوں کو دھونا ہے' صبح یہ خشک ہوں گے تو انہی کو پہن کر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کرنی ہے۔

مولانا شریف احرار راوی ہیں کہ حضرت ہزارویؒ ایک مرتبہ ہمارے ہاں تشریف لائے' مسلسل اسفار کی وجہ سے ان کے کپڑے کچھ میلے دکھائی دے رہے تھے' میں نے اصرار کیا کہ حضرت کپڑے دیں' دھلوا دیتا ہوں' حضرت ہزارویؒ نے پہلے تو انکار کردیا کہ میں اپنے کپڑے خود دھویا کرتا ہوں' لیکن جب میں نے مجبور کیا تو انہوں نے میرے کپڑے پہن کر اپنے کپڑے دھونے کے لئے دے دیئے' میری بیٹی جب کپڑے دھونے لگی تو اس نے مجھے بلا کر کہا کہ ادھر آئیں' آپ کو ایک حیرت انگیز چیز دکھلاتی ہوں' جب میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ہزارویؒ کی شلوار میں ازار بند کی جگہ "سبا" (جس سے عورت کی چٹیاں باندھی جاتی ہیں) پڑا ہوا تھا' میں نے آکر حضرت ہزارویؒ سے دریافت کیا: حضرت یہ کیا؟ فرمایا: احرار صاحب! ازار بند اور سبا کون دیکھتا ہے' ستر چھپا رہے تو یہی کافی ہے۔ مولانا شریف احرار فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور میں حضرت ہزارویؒ کو دیکھتا ہی رہ گیا' یاد رہے کہ اس وقت حضرت ہزارویؒ ممبر قومی اسمبلی تھے۔

سرحد اسمبلی اور قومی اسمبلی کے در و بام گواہ ہیں کہ حضرت ہزارویؒ نے کبھی اپنے ذاتی مفادات کی بات نہیں کی' وہ ہمیشہ حق کے لئے لڑتے رہے۔ وہ وہاں بھی تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت کا فرض اور قرض ادا کرتے رہے اور وہ سیاست کی پُر پیچ اور پُر خار وادیوں میں بھی قادیانی کرتوتوں اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرتے رہے۔

حضرت ہزارویؒ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے ۱۹۷۴ء میں ساحر ربوہ پر اسمبلی کے سب سے پہلے اجلاس میں تحریک التواء پیش کی۔ (تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد سوم ص ۵۱)

مرزا ناصر کے اعتراضات کے جوابات اور قادیانیوں کی تردید میں جواب "محضرنامہ" اسمبلی میں پیش کیا۔ اسمبلی کے ممبران نے مرزا ناصر پر جرح کی' کسی ممبر نے ایک' کسی نے دو' کسی نے چار' کسی نے دس سوالات کئے مگر حضرت مولانا ہزارویؒ نے مرزا ناصر پر دو سو بائیس سوالات کی بوچھاڑ کرکے اسے مبہوت اور ہکا بکا کرچھوڑا۔

(جاری ہے)

آخری قسط

پرویزی عقائد پر ایک نظر

مولانا محمد نذر رحمانی

عقیدہ تقدیر کا بھونڈے انداز میں انکار:

۱۴:...... ’’مجوسی اساورہ نے یہ سب کچھ اس خاموشی سے کیا‘ کوئی بھانپ ہی نہ سکا کہ اسلام کی گاڑی کس طرح دوسری پٹڑی پر جا پڑی۔ انہوں نے تقدیر کے مسئلہ کو اتنی اہمیت دی کہ اسے مسلمانوں میں جزو ایمان بنا دیا۔ چنانچہ ہمارے دین میں والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ کا چھٹا جزو ایمانی کا داخل کیا ہوا ہے۔‘‘ (قرآنی فیصلے صفحہ ۱۹۰)

دینی اعمال افیون کی مانند:

۱۵:...... ’’اس پیشوائیت نے جس کا ہمارے یہاں ملائیت نام ہے‘ آہستہ آہستہ مسلمانوں کو یہ افیون پلانا شروع کی کہ دنیا کے معاملات دنیاداروں کا حصہ ہیں جو اس مردار کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں‘ مذہب انسان کی عاقبت سنوارنے کے لئے‘ اس نے جس قدر حکم دے رکھے ہیں‘ ان کے متعلق یہ مت پوچھو کہ ان کی غایت کیا ہے‘ یہ خدا کی باتیں ہیں‘ جو خدا ہی جان سکتا ہے‘ مذہب میں عقل کا کوئی کام نہیں‘ تم صرف یہ سمجھ لو کہ فلاں بات کا حکم ہے‘ اس لئے اسے کرنا ہے اور اس کا ثواب تمہارے اعمال نامہ میں لکھا جائے گا اور یہ تمام پرزیاں قیامت کے دن ترازو میں رکھ کر تولی جائیں گی اور جنت میں لے جانے کا ذریعہ بن جائیں گی۔‘‘ (قرآنی فیصلے صفحہ ۶۷)

ارکان اسلام کا مذاق:

۱۶:...... ’’اسلامی نظام زندگی میں تبدیلی اس دن ہوگی‘ جب دین مذہب سے بدل گیا‘ اب ہماری صلوٰۃ وہی ہے جو مذہب میں پوجا پاٹ یا ایشور بھگتی کہلاتی ہے۔ ہمارے روزے وہی ہیں‘ جنہیں مذہب میں برت‘ ہماری زکوٰۃ وہ شے ہے‘ جسے مذہب دان یا خیرات کہہ کر پکارتا ہے کہ اس سے ثواب ہوتا ہے‘ مذہب کے یہاں اس کو پن کہتے ہیں اور ثواب سے نجات (Salvation) ملتی ہے‘ آپ نے دیکھا کہ کس طرح دین (نظام زندگی) یکسر مذہب بن کر رہ گیا اب یہ عبادات اس لئے سرانجام دی جاتی ہیں کہ خدا کا حکم ہے‘ ان امور کا نہ افادیت سے کچھ تعلق ہے‘ نہ عقل وبصیرت سے کچھ واسطہ۔ آج ہم بھی اسی مقام پر ہیں جہاں اسلام سے پہلے دنیا تھی۔‘‘ (قرآنی فیصلے صفحہ ۳۱‘۳۲)

’’نماز عجم میں‘ مجوسیوں (پارسیوں) کے ہاں پرستش کی رسم کو نماز کہا جاتا تھا‘ یہ لفظ ان کے ہاں کا ہے‘ اوران کی کتابوں میں موجود ہے‘ لہٰذا صلوٰۃ کی جگہ نماز لے لی اور قرآن کی اصلاح ’’اقیموا الصلوٰۃ‘‘ کا ترجمہ ہوگیا: نماز پڑھو‘ جب گاڑی نے اس طرح پٹڑی بدل لی تو اس کے پہیے کا ہر چکر اسے منزل سے دور لے جاتا گیا۔ چنانچہ اب حالت یہ ہو چکی ہے کہ ’’اقیموا الصلوٰۃ‘‘ سے ذہن میں نماز پڑھنے کے علاوہ کسی اور طرف منتقل ہی نہیں ہوتا اور نماز پڑھنے سے مراد خدا کی پرستش کرنا۔‘‘ (قرآنی فیصلے صفحہ ۲۶‘۲۷)

’’قرآن کریم نے نماز پڑھنے کے لئے نہیں کہا: قیام صلوٰۃ نماز کے نظام کے قیام کا حکم دیا ہے۔ مسلمان نمازیں پڑھتے ضرور ہیں‘ لیکن انہوں نے نظام الصلوٰۃ کو قائم نہیں کیا‘ ان کی نماز ایک وقت معینہ کے لئے ایک عمارت (مسجد) کی چار دیواری کے اندر ایک عارضی عمل بن کر رہ جاتی ہے۔‘‘ (معارف القرآن صفحہ ۳۲۸ ج ۴)

پرویز کے نزدیک اقیموا الصلوٰۃ سے مراد معاشرے کو ان بنیادوں پر قائم کرنا‘ جن پر ربوبیت نوع انسانی (رب العالمین) کی عمارت استوار ہوتی جائے‘ قلب ونظر کا وہ انقلاب جو اس معاشرے کی روح ہے۔ (نظام ربوبیت صفحہ ۸۷)

’’نماز میں ردوبدل قرآنی حکومت کرسکتی ہے جس اصول کو میں نے اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے‘ وہ قانون اور عبادات دونوں پر منطبق ہوگا‘ یعنی اگر جانشین رسول صلی اللہ علیہ وسلم (قرآنی حکومت) نماز

کی کسی جزئی شکل میں‘ جس کا تعین قرآن نے نہیں کیا‘ اپنے زمانے کے کسی تقاضے کے ماتحت کچھ رد و بدل ناگزیر سمجھے تو وہ ایسا کرنے کی اصولاً مجاز ہوگی۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۱۵۱٬۲)

زکوٰۃ:

۱۷:...... ”زکوٰۃ اس ٹیکس کے علاوہ کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے‘ اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی‘ اس لئے شرح ٹیکس کا انحصار ضرورت ملی پر ہے‘ حتیٰ کہ ہنگامی صورتوں میں حکومت وہ سب کچھ وصول کرسکتی ہے‘ جو کسی ضرورت سے زائد ہو‘ لہٰذا جب کسی جگہ اسلامی حکومت نہ ہو‘ پھر زکوٰۃ بھی باقی نہیں رہے گی۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۳۵)

”صدقہ فطر اور دیگر صدقات ان ٹیکسوں کا نام ہے جو حکومت اسلامیہ کی طرف سے ہنگامی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے عائد کئے جاتے ہیں‘ انہی میں صدقہ فطر ہے۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۵۰)

”اب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف اتنا حصہ پیش کیا جاتا ہے کہ نماز (عید) سے پہلے صدقہ فطر نکال کر اپنے اپنے طور پر غریبوں میں تقسیم کردیا جائے‘ اگر ایسا نہ کیا جائے تو روزے معلق رہ جائیں گے۔ خدا تک نہیں پہنچیں گے‘ گویا صدقہ فطر ملت کے اجتماعی مصالح کے لئے نہیں بلکہ ڈاک کے ٹکٹ ہیں‘ جنہیں روزوں پر چسپاں کرکے لیٹر بکس میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ روزے مکتوب الیہ (اللہ تعالیٰ) تک پہنچ جائیں۔ غور فرمایا آپ نے کہ کیا بات تھی اور کیا بن گئی؟ لیکن جب تک دین کی باگ ڈور مولویوں کے ہاتھ میں ہے‘ صدقات نکلتے رہیں گے اور قوم بدستور بے گھر‘ بے در‘ بھوکی ننگی‘ اسلام کے ماتھے پر کلنک کے ٹیکے کا موجب بنتی رہے گی‘ کتنا بڑا المیہ ہے جو اسلام سے کیا جارہا ہے‘ اور غور کیجئے اس المیہ کے لئے آلہ کار کن لوگوں کو بنایا جاتا ہے۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۵۱٬۵۲)

حج اور قربانی پرویز کی نظر میں:

۱۸:...... ”نماز ان کی پوجاپاٹ‘ حج ان کی یاترا‘ رسوم باقی‘ خود تو حج کرنے جاتے ہیں تاکہ عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ادا کر آئیں اور آتے وقت زم زم کا پانی ٹین کے ڈبوں میں بند کرکے لیتے آئیں تاکہ اسے مردوں کے کفن پر چھڑکا جائے‘ نتیجہ اس کا سکرات موت کی ہچکیاں جن میں پوری کی پوری امت آج گرفتار ہے۔“ (معارف القرآن صفحہ ۳۹۲ ج ۴)

”اول تو حج ہی اپنے مقصد کو چھوڑ کر محض یاترا بن کر رہ گیا ہے‘ حاجی وہاں جاتے ہیں تاکہ اپنے سابقہ گناہ آب زمزم سے دھو کر اس طرح واپس آجائیں کہ جس طرح بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۷۳)

”قرآن کریم میں جانور ذبح کرنے کا ذکر حج کے ضمن میں آیا ہے‘ عرفات کے میدان میں جب یہ تمام نمائندگان ملت ایک لائحہ عمل طے کرلیں گے تو اس کے بعد منیٰ کے مقام پر دو تین دن تک ان کا اجتماع رہے گا‘ جہاں یہ باہمی محبت سے اس پروگرام کی تفصیلات طے کریں گے‘ ان مذاکرات کے ساتھ باہمی ضیافتیں بھی ہوں گی۔ آج صبح پاکستان والوں کے ہاں‘ اگلی صبح اہل شام کے وقس علیٰ ذلک ان دعوتوں میں مقامی لوگ بھی شامل کرلئے جائیں گے‘ امیر بھی‘ غریب بھی‘ اس مقصد کے لئے جو جانور ذبح کئے جائیں گے‘ قربانی کے جانور کہلائیں گے۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۵۵)

”مقام حج کے علاوہ کسی دوسری جگہ قربانی کے لئے کوئی حکم نہیں‘ اس لئے یہ ساری دنیا میں اپنے اپنے طور پر قربانیاں ایک رسم ہے۔ ذرا حساب لگائیں اس رسم کو پورا کرنے میں اس غریب قوم کا کس قدر روپیہ ہر سال ضائع کیا جاتا ہے۔ اگر آپ ایک کراچی شہر کو لے لیں‘ اس میں آٹھ سے دس لاکھ کی آبادی میں (پرویز کے وقت میں آج غالباً کروڑ کی آبادی) سے اگر پچاس ہزار نے بھی قربانی دی ہو اور ایک جانور کی قیمت تیس روپے (یہ اس وقت کی قیمت ہے‘ آج ہزاروں میں ہے) بھی سمجھ لی جائے تو پندرہ لاکھ روپے ایک دن میں صرف ایک شہر میں ضائع ہوگیا۔ اب اس حساب کو پورے پاکستان پر پھیلائیں اور اس سے آگے پوری دنیا کے مسلمانوں پر اور پھر سوچئے کہ ہم کدھر جارہے ہیں‘ لیکن اگر ہمیں سوچنا آجائے تو پھر ہماری بربادی کیوں ہو۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۵۵٬۵۶)

”مذہبی رسومات کی ان دیمک خوردہ لکڑیوں کو قائم رکھنے کے لئے طرح طرح کے سہارے دیئے جاتے ہیں۔ کہیں قربانی کو سنت ابراہیمی قرار دیا جاتا ہے۔ کہیں اسے صاحب نصاب پر واجب ٹھہرایا جاتا ہے۔ کہیں اسے تقرب الٰہی کا ذریعہ بتایا جاتا ہے۔ کہیں دوزخ سے محفوظ گزر جانے کی سواری بتا کر دکھایا جاتا ہے۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۷۴)

دین کے ہر گوشے میں تحریف ہوچکی ہے:

۱۹:...... ”وہ دین جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا تک پہنچایا تھا‘ اس کا کون سا گوشہ اور شعبہ ہے جس میں تحریف نہیں ہوچکی۔“ (قرآنی فیصلے صفحہ ۲۶)

”یہ ہر رنگ کی خدا پرستی میں تکمیل عمل کی راہیں

بتانے والے برہمن حاجی مسلمان کیا جائیں کہ قرآن کی رو سے خدا پرستی کسے کہتے ہیں اور نیک عملی کیا ہوتی ہے۔" (سلیم کے نام خط صفحہ ۱۵ ج ۳)

پرویزی شریعت میں صرف چار چیزیں حرام ہیں:

۲۰:..... محمد شفیع ایڈووکیٹ نے دارالاشاعت قرآن محلہ سے ۹۶ صفحات کا ایک رسالہ شائع کیا تھا جس کا نام "حلال و حرام کی تحقیق" ماہنامہ طلوع اسلام میں اس رسالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے جو داد تحقیق دی گئی ہے وہ درج ذیل ہے:

"سید محمد شفیع صاحب نے اس رسالے میں بتایا ہے کہ قرآن کی رو سے صرف مردار، بہتا ہوا خون، لحم خنزیر اور غیر اللہ کے نام کی طرف منسوب چیزیں حرام ہیں، ان کے علاوہ اور کچھ حرام نہیں۔ یہ قرآن کا واضح فیصلہ ہے، جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں، ہمارے مروجہ اسلام میں حرام و حلال کی جو طولانی فہرستیں ہیں، وہ سب انسانوں کی خود ساختہ ہیں اور کسی انسان کو حق حاصل نہیں کہ کسی شے کو حرام قرار دے، یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔" (طلوع اسلام صفحہ ۴۶ مئی ۱۹۵۴ء)

برادران اسلام! اس کفر کی یلغار کو پھیلانے کے لئے ادارہ طلوع اسلام سے تقریباً ۴۰ موضوعات پر مشتمل چھوٹے بڑے پمفلٹ شائع کرکے تقسیم اور فروخت کئے جاتے ہیں۔ ادارہ طلوع اسلام نے لاکھوں کی تعداد میں اس زہریلے مواد کو چھاپ کر ملک کے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا۔ (بحوالہ "طلوع اسلام" دسمبر ۱۹۹۸ء صفحہ ۴۲)

صرف ۱۹۹۷ء میں اس ادارے نے ان کفریہ عقائد کی ترویج و اشاعت کے لئے ایک لاکھ تیرہ ہزار پمفلٹ تقسیم کئے۔ (۱۹۹۸ء "طلوع اسلام" صفحہ ۴۳)

اسی طرح ۱۹۹۹ء میں چھوٹے پمفلٹس کی اشاعت کے لئے کم از کم ڈھائی لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ ("طلوع اسلام" مئی ۱۹۹۹ء صفحہ ۵)

اسی ادارے نے ۲۶/فروری ۱۹۹۸ء میں حیدرآباد میں منعقد ہونے والے اپنے سیمینار کے دوران تقریباً بارہ ہزار کتابیں اور ڈیڑھ ہزار سے زائد پمفلٹ تقسیم و فروخت کئے۔ ("طلوع اسلام" اپریل ۱۹۹۹ء صفحہ ۳)

"طلوع اسلام" کا ترجمان رسالہ ماہنامہ "طلوع اسلام" گزشتہ ۵۲ سال سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے، اس ماہوار رسالے میں اسلامی تعلیمات و عقائد کے خلاف مسلسل ہرزہ سرائی جاری ہے۔ مسلمانوں کے ذہنوں میں اپنے دین و عقائد، عبادات کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلائے جاتے ہیں۔ فتنہ پرویزیت کی سرگرمیوں کے بارے میں یہ صرف چند جھلکیاں ہیں، ورنہ حقیقت میں اس فتنہ کی سرگرمیاں بہت نہایت زیادہ ہیں اور یہ ملت اسلامیہ کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ اسلام کی سنہری تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب اور جہاں بھی دین برحق کے خلاف کسی فتنے نے سر اٹھایا، فوراً اس کی سرکوبی کے لئے علماء حق نے اپنا گراں قدر کردار ادا کیا۔ انہی حضرات کی مخلصانہ مجاہدانہ جدوجہد کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آج تک دین اسلام کو محفوظ رکھا ہے۔ علماء حق نے قرآن و سنت کی سربلندی اور فتنہ پرویزیت کی سرکوبی کے لئے بے مثال جدوجہد کی اور علمی محاذ پر حمایت سنت و حدیث اور رد پرویزیت میں شاندار محققانہ کتب تصنیف فرمائیں، اس کے علاوہ عالم اسلام کے مختلف ممالک پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور عرب کے مختلف مکاتب فکر کے تقریباً ایک ہزار سے زائد جید علماء کرام اور مفتیان عظام نے غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں پر ان باطل عقائد و نظریات کی وجہ سے کفر و ارتداد کا متفقہ فتویٰ صادر فرمایا۔ ۱۹۶۲ء میں اس متفقہ فتویٰ کو ترتیب دے کر شائع بھی کیا گیا اور آج بھی یہ فتویٰ مختلف کتب خانوں پر دستیاب ہے۔ یاد رہے کہ فتنہ قادیانیت کے بعد فتنہ پرویزیت دوسرا فتنہ ہے جس کے کفر پر تمام امت کا اجماع ہے۔

اکابرین امت نے فتنہ پرویزیت کے سدباب کے لئے اپنے وقت اور اس فتنے کی اس وقت کی حالت کے لحاظ سے بے مثال جدوجہد کی، لیکن افسوس کہ اس کے بعد اس فتنہ کا بھرپور تعاقب نہیں کیا گیا اور اس فتنہ کو پاکستان اور پاکستان سے باہر پھیلنے کا موقع مل گیا۔ اسلامی ممالک میں کویت پہلا ملک ہے، جس نے پرویزیت کے مرکز کو بند کرنے کا حکم دیا۔ سعودی عرب کے نامور مفتی اعظم فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ امام کعبہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن سبیل اور کویت کے مفتی اعظم عبداللہ احمد الصباح نے بھی کویت کے اس اقدام کی تعریف کی اور پرویزیت پر پابندی کا خیر مقدم کیا۔

فتنہ پرویزیت کے خلاف ملک گیر تحریک کی ضرورت:

برادران اسلام! اگر علماء کرام اور مفتیان عظام کی ان کوششوں کے بعد اس فتنہ کا مکمل تعاقب کیا جاتا تو آج یہ صورت نہ ہوتی، جس طرح آج ملک کے بعض نا سمجھ یہ بات بھی دہراتے ہیں کہ

قادیانیوں کا مسئلہ حل ہوگیا' انہیں کافر قرار دے دیا گیا' اب اس کے تعاقب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا جواز کیا ہے؟ اب دوسرے مسائل پر تحریک اٹھانی چاہئے؟ تو عرض ہے کہ اگر اس فتنہ کی طرح قادیانیت کا بھی تعاقب نہ کیا جاتا تو آج سے ۲۶ سال پہلے کافر قرار دیئے گئے اس فتنے کے بارے میں کچھ بھی معلومات نہ ہوتیں اور نتیجہ میں اس فتنہ کے خلاف مسلمانوں میں اتنی نفرت نہ ہوتی جتنی آج ہے۔ اس لئے جہاں کروڑوں صحیح العقیدہ مسلمان اس ملک میں رہتے ہیں' وہاں باطل کی یہ للکار' شرانگیز بیانات' اشتعال انگیز سرگرمیاں یقیناً تمام مسلمانوں کے لئے باعث تشویش ہیں۔ یہ دکھ اور تعجب کی بات ہے کہ ایک باطل جماعت مسلسل پچاس سال سے مسلمانوں میں کفر و ارتداد اور فتنہ و انتشار پھیلانے کی سازش میں مصروف ہے اور کھلم کھلا شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹانے کے مذموم منصوبے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے فتنہ پرویزیت کے اندرون و بیرون مختلف ملک مراکز قائم کئے جاچکے ہیں۔ مگر اہل اسلام کی طرف سے ان کی سرکوبی کے لئے کوئی مربوط' منظم و متحرک اقدام نہیں اٹھایا گیا اور نہ ہی عوام الناس کو حقیقتاً اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کیا گیا۔ اس فتنے نے امت مسلمہ کی غفلت اور لاتعلقی کی وجہ سے پھوڑے سے بڑھ کر سرطان کی شکل اختیار کرلی ہے' جسے اب جڑ سے اکھاڑ پھینکنا لازمی ہوگیا ہے۔

برادران اسلام! اس فتنے کی سنگینی سے روشناس ہونے کے بعد فیصلہ آپ کریں کہ ہماری خاموشی کہیں ہمیں اسلام کی سرحدوں سے باہر نہ لے جائے؟ آج ملک بھر کی مذہبی جماعتیں اپنے اپنے منشور' مقصد اور محور میں بند ہوکر کام کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ ملک میں پرویزیت کی سرگرمیاں کیا ہیں؟ عیسائیت کے فروغ کے لئے کیا کیا حربے اختیار کئے جارہے ہیں؟ قادیانیوں اور گوہر شاہی کے چیلوں کی گمراہ کن سرگرمیاں کس پیمانے پر ہورہی ہیں؟ ابھی وقت ہے کہ ملک کی تمام مذہبی جماعتیں اور تمام مسالک اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سر جوڑ کر بیٹھیں کہ ان تمام فتنوں سے کس طرح نجات ممکن ہے؟ قرآن کریم نے ایسے فتنوں کے بارے میں سخت الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے۔ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ:

''اور ان سے لڑتے رہو' یہاں تک
کہ فتنہ درمرجائیں۔''

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میرے بعد پے در پے برائیاں آئیں گی' پس جس شخص کو دیکھو کہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں تفریق ڈال رہا ہے یا وہ تفریق کا ارادہ کررہا ہے' چاہے وہ کوئی بھی شخص ہو' اس کو قتل کردو' پس اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور شیطان جماعت سے علیحدگی کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مسلم شریف) امام بیہقی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے آخری دور میں ایسے لوگ ہوں گے جنہیں وہی اجر ملے گا' جو ان سے پہلے لوگوں کو ملا تھا' وہ نیکیوں کا حکم کریں گے' برائیوں سے روکیں گے اور فتنہ والوں سے لڑیں گے۔ (بیہقی شریف)

یہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ فتنہ پرویزیت کے اس شجر خبیثہ کی بیخ کنی کے لئے مستعد اور کمربستہ ہوجائے اور علماء کرام اور خطباء حضرات کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی تقریروں' تحریروں اور عام محفلوں میں اس فتنہ کی سنگینی سے عوام الناس کو آگاہ کریں۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ تمام اہل اسلام کو اس فتنہ پرویزیت سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دے کر ہر مسلمان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح فرض قرار دے دی۔ پچاسوں جگہ اس کا حکم ہے اور جو گمراہ کن خرافات کو سامنے رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو' احادیث کو تنقید کا نشانہ بنا کر لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باغی بناتے ہیں' حقیقت میں وہ قرآن کے ماننے والے نہیں بلکہ قرآن کے مخالف ہیں' وہ گمراہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں' حالانکہ وہ جھوٹے ہیں' وہ اہل قرآن نہیں بلکہ قرآن کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی' جو حدیث کا انکار کرتا ہے وہ حقیقت میں قرآن کا انکار کرتا ہے اور وہ کافر ہے' وہ جہنم کے راستے پر چل رہا ہے' کسی مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے انکار کا حق نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے بعد اسی طرح فرض ہے' جیسے اللہ کی اطاعت فرض ہے' جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بارے میں کوئی اشکال پیدا کرتا ہے' خلل ڈالتا ہے' گمراہوں کی کتابوں کو دلیل بنا کر بکواس کرتا ہے' وہ حقیقت میں اسلام کے خلاف جاسوس ہے اور ایمان سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر مسلمان کو اس فتنہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختم نبوة

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوة

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخر ﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

- خریدار بنیئے ــــ بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے